

عالیجناب فضیلتمآب مولٰنا الحاج صدر الافاضل سراج الملت صاحبزادہ سید محمد حسین سجادہ نشین علی پوری

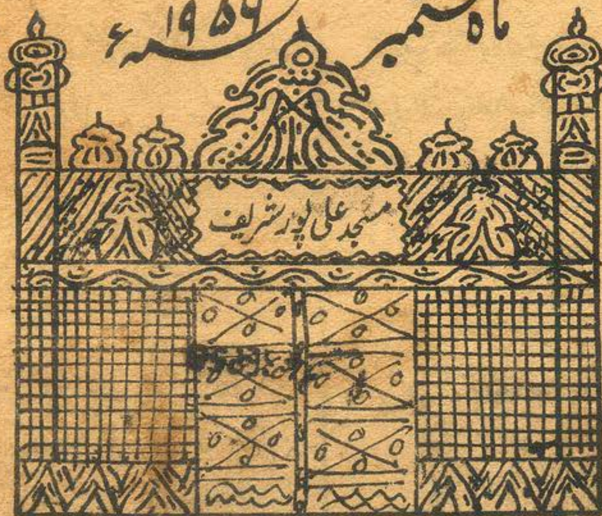
انجمن خدام الصوفیہ کا واحد رسالہ

جلد نمبر ۹ شمارہ نمبر ۹

ماہنامہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ

ماہ ستمبر ۱۹۵۶ء

سالانہ چندہ ۵ روپے
ششماہی چندہ ۳ روپے
قیمت فی پرچہ



ادارۂ تحریر:

عالی قدر جناب صاحبزادہ حافظ سید انور حسین شاہ صاحب علی پوری
مہر عبد الحق صاحب منیجر
مولٰنا الحاج ڈاکٹر محمد اللہ دتہ صاحب کمبوہی
مولٰنا مولوی غلام رسول صاحب گوہر

چوہدری محمد ابراہیم پرنٹر پبلشر نے طور پرنٹنگ پریس سیالکوٹ سے چھپوا کر دفتر انوار الصوفیہ کچی مسجد سیالکوٹ سے شائع کیا

قواعد وضوابط

علم تصوف کی اشاعت کرنا - ۲- بزرگان دین کی سوانح عمریاں پیش کرنا - ۳- کتاب وسنت وفقہ کی روشنی میں پیش کرنا - ۴- عوام الناس کے افعال واعمال اور ان کے اخلاق سدھارنا

فہرست مضامین

انوار صوفیہ رسالہ

جو کہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے

1901ء میں

شروع کروایا تھا اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسائل دستیاب ہیں

1	انوار صوفیہ	مئی	1951
2	انوار صوفیہ	مارچ	1952
3	انوار صوفیہ	فروری	1953
4	انوار صوفیہ	اپریل	1953
5	انوار صوفیہ	اگست	1953
6	انوار صوفیہ	جولائی	1954
7	انوار صوفیہ	اپریل	1955
8	انوار صوفیہ	اپریل، مئی	1955
9	انوار صوفیہ	جون	1955
10	انوار صوفیہ	جولائی	1955
11	انوار صوفیہ	اگست	1955
12	انوار صوفیہ	ستمبر	1955
13	انوار صوفیہ	اکتوبر	1955
14	انوار صوفیہ	نومبر، دسمبر	1955
15	انوار صوفیہ	جولائی، اگست	1956
16	انوار صوفیہ	ستمبر	1956
17	انوار صوفیہ	اکتوبر	1956
18	انوار صوفیہ	نومبر	1956

19 مناقب مجددیہ، قیومیہ، معصومیہ، نقشبندیہ (ڈاکٹر اللہ دتہ طالب کنجاہی رحمتہ اللہ علیہ)

انوار صوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر میں پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی کا خاص طور پر مشکور ہوں۔ پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی مندرجہ ذیل کتابوں کے رائیٹر بھی ہیں انکی اب سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب عنقریب مکمل ہو جائے گی

۱۔سیرت طالب ۲۔انوار طالب ۳۔تصوف ۴۔تفسیر طالب ۵۔ (انگلش)Sapritual Guiad

bakhtiar2k@hotmail.com

فقیر الفقراء بختیار حسین جماعتی (غلام شیخ معزالدین جماعتی رحمتہ اللہ علیہ)

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق

ویب سائٹس، بلاگز، ویڈیو اور تصاویر کے لنکس

http://ameeremillat.org/ ویب سائٹس

http://ameer-e-millat.com/ ویب سائٹس

http://ameeremillat.com/ ویب سائٹس

http://www.haqwalisarkar.com/ ویب سائٹس

http://www.charaghia.com/ ویب سائٹس

http://www.scribd.com/bakhtiar2k کتابیں

http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/ تصاویر

http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/ تصاویر

http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/ فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ

http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html بلاگز

http://www.jamaatali.blogspot.com/ بلاگز

http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html بلاگز

http://www.jamaatali.blogspot.com/ بلاگز

http://vimeo.com/user13885879/videos ویڈیو

Youtbe: bakhtiar2k ویڈیو

www.marfat.com اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں

www.maktabah.org اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں

www.fezanenaat.com نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں

نعت شریف

از حمید صاحب

میری طرف سے بھی اے رہروانِ ارضِ حجاز تمام اہل حرم کو سلام کہہ دینا

وہ شہر پاک مدینہ وہ بارگاہ حبیب
دیار شاہ امم کو سلام کہہ دینا

بہ اشتیاق حضوری یہ التماس دعا
[illegible] حرم کو سلام کہہ دینا

رہے جو یاد تو اک دردمند الفت کا
طبیب درد و الم کو سلام کہہ دینا

طواف روضۂ اقدس سے جب نظر اک جائے
تو پھر فضائے حرم کو سلام کہہ دینا

وہ آفتاب دو عالم وہ ماہتاب عرب
شہِ حجاز و عجم کو سلام کہہ دینا

وہ جس کی خاک کفِ پا پہ مہر و ماہ نثار
اسی کے نقش قدم کو سلام کہہ دینا

حقیر ذروں کو جس نے بنا دیا خورشید
اسی آفتاب کرم کو سلام کہہ دینا

درود پڑھتا ہے جس پہ خود حق تعالیٰ بھی
اسی شفیع امم کو سلام کہہ دینا

سلام کہہ چکو جب سب سے تو چپکے سے
نسیم صبح حرم کو سلام کہہ دینا

پیام ایک ہے یہ بھی ہر پیام کے بعد
شمیم کوئے حرم کو سلام کہہ دینا

دل حمید کے ذرے اڑا گئے طیبہ میں
نبی کی خاک قدم کو سلام کہہ دینا

چہار یاراں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

صدیق صدر بزم وصال محمدؐ است!
فاروق ظل جاہ و جلال محمدؐ است!
عثمان متاع جو دو نوال محمدؐ است
حیدر نشان شان کمال محمدؐ است

من بندۂ محمدؐ و آل محمدؐ ام
نازم کہ خاک پائے بلال محمدؐ ام

تلاشِ رزق

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنی کتاب لاجواب قرآن مجید میں مختلف مقام پر ارشادات فرماتے ہیں۔

(۱) ما من دابۃ فی الارض علی اللہ رزقھا و یعلم مستقرھا و مستودعھا۔

ترجمہ:۔ اور کوئی جاندار زمین میں ایسا نہیں ہے جس کی رزق رسانی کا حق اللہ تعالیٰ پر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی روزی رساں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس جاندار کی جائے استقرار اور مستودع کو جانتا ہے۔

(۲) واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بلا حساب کے رزق بے شمار عطا کر دے۔

(۳) واللہ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر اللہ تعالیٰ جس کا چاہے رزق بسیط (وسیع اور زیادہ) کر دے۔ اور جس کا چاہے کم کر دے۔

(۴) اللہ یرزق من حیث لا یحتسب اللہ جس کو چاہئے ایسی جگہ سے رزق عطا کر دے۔ جس کا اس کو وہم گمان بھی نہ ہو۔

(۵) ھو رزاق ذی القوۃ المتین اور وہ (اللہ) بڑی قوت والا رزق دینے والا ہے۔

(۶) والسماء رزقکم و ما توعدون جس رزق کا تم سے مولیٰ تعالیٰ نے اپنی فضل و کرم سے عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے وہ تم کو اللہ تعالیٰ آسمان نہیں ہے۔ اور آسمان سے بھی مولیٰ کریم عطا کرتا ہے۔

(۷) مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ:۔ وفی السماء رزقکم شنیدہ ؛ کاندریں دنیا چرا چسپیدہ

ایک اور صاحب فرماتے ہیں۔

(۱) کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے جو کچھ کہ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

(۲) مولانا حافظ چوہدری عبد الحفیظ صاحب ایل ایل بی۔ ایڈووکیٹ سیالکوٹ

رنجیدہ دل مشو بہ تلاشِ معاشِ خویش رزق تو بر خدائے کریم است بے گمان
قانع بشو باندکے دل را غنی بساز مرگیک رزق را مطلب از لبے ما بگان

(۳) حضرت مرزا عبد القادر بیدل دہلوی فرماتے ہیں۔

چرا خود را اسیر غم از فکر بیش و کم داری کہ نگذارد ترا محتاج ایزد تا تو دم داری
مشو بے ویا از مفلسی و بے کسی ہرگز مگر نشنیدہ بیدل خدا داری چہ غم داری

(۴) شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ برگاتہ

(باقی صلا پہ دیکھو)

تصوّف۔ تصوّرِ شیخ

گذشتہ سے پیوستہ

حضرت مولانا مولوی خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی امرتسری رح نے اپنے رسالہ فیضانِ کبیر در تصورِ پیر میں جو دلائل فعلیہ و براہنِ قاطعہ تصوّرِ شیخ کے جواز میں تحریر فرمائے ہیں۔ مختصراً ہ فاضۂ یارانِ طریقت کے لئے لکھے جاتے ہیں۔

دیباچہ رسالہ مذکور میں مسئلہ تصوّرِ شیخ سے تعارف کراتے ہوئے مولانا تحریر فرماتے ہیں۔ ناظرین اہل یقین پر واضح رہے۔ کہ مسئلہ تصورِ شیخ میں بعض احباب کو کچھ اختلاف ہے۔ بعض حضرات تو اس کو فرضِ قطعی اور اس کے منکر کو کافر خیال کرتے ہیں اور بعض اس کو شرک اور بت پرستی قرار دیتے ہیں۔ بعض کے نزدیک اس کی اصلیت نہیں۔ اس لئے وہ اس کو امرِ زائد یا بیفائدہ خیال کرتے ہیں۔ مگر میرے خیال میں غالباً دونوں طرف سے اس کے مفہوم میں کچھ کچھ غلطی ہو رہی ہے۔ لہٰذا یہ مسئلہ محلِ نزاع و اختلاف ہو گیا ہے۔ ورنہ فی نفسہٖ نہ فرضِ قطعی ہے۔ نہ شرک ہے۔ اس کے بعد مولانا فرماتے ہیں۔ میری رائے میں تو یہ آتا ہے۔ کہ تصورِ شیخ بھی خاص محبتِ حقیقی و کششِ باطنی کا نتیجہ و اثر ہے۔ کیونکہ ایک دل کو جب دوسرے دل کے ساتھ نسبت اتحاد و علاقہ ہو جاتی ہے۔ تو آئینۂ قلب پر صورتِ محبوب کا عکس پڑتا ہے۔ یہ عکس اس حد تک ترقی کرتا ہے۔ کہ رات دن چلتے پھرتے سوتے جاگتے برابر یا اکثر روبرو حاضر و موجود نظر آتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام پر یہی عکسِ محبت غالب آگیا تھا۔ جس سے ان کی حالت یہ تھی کہ ہر وقت جنگ و جدال وغیرہ میں ان کی زبانوں پہ یا محمدؐ یا محمدؐ جاری تھا۔ دیکھو فتوح الشام۔ جنگِ یرموک و قبائلِ السرج اور تاریخ کامل ابن اثیر وغیرہ۔ اور یہی وجہ تھی۔ صحابہ بارہا فرماتے کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ یہ غلبۂ محبت نہ صرف حالتِ بیداری میں ہی تھا۔ بلکہ عالمِ خواب میں بھی موجود تھا۔ چنانچہ ایک صحابی نے خواب میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی مبارک پر سجدہ کیا صبح کو حضور علیہ السلام سے خواب بیان کی تو جناب صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس کے روبرو لیٹ گئے اور فرمایا تو اپنے خواب کو پورا کر۔ فَسَجَدَ عَلٰی اَجْبَهَتِہٖ النَّبِیِّ صلے اللہ علیہ وسلم یعنی اس صحابی نے حضور کی پیشانی مبارک پر سجدہ کیا۔ (مشکوٰۃ)

اور یاد رہے کہ) بوقت عبادت و ذکرِ حق و سجدہ مطلقاً کسی چیز کا روبرو رکھنا نہ تو شرک و کفر ہے۔ نہ بدعت و گناہ ہے تاوقتیکہ دل میں کچھ خیال گناہ و نیتِ بد نہ ہو۔ دیکھو! مسجد کی دیواریں بوقت سجدہ روبرو ہی رہتی ہیں۔ امام ہمیشہ سامنے ہی رہتا ہے۔ اور سُترہ ماتھے کے مقابل ہی ہوتا ہے۔ پتھر کعبہ کا نماز یوں حاجیوں کے روبرو ہی کھڑا ہے۔ میّت بھی بمقام سجدہ ہی رکھی جاتی ہے۔ پھر اگر صورتِ شیخ روبرو رکھ کر ذکرِ حق کیا گیا تو کون سی قباحت ہے

بلکہ خود پیغمبر علیہ السلام کے روبرو نماز میں جنت و دوزخ حاضر ہو گئی۔ حضور علیہ السلام نے جنت کو دیکھا اور اس میں سے خوشۂ انگور توڑنے کے ارادہ سے ہاتھ بڑھایا مگر آگ کی گرمی معلوم کر کے رُک گئے دیکھو! اتنا واقعہ حضور کو نماز ہی میں پیش آیا۔ آپ کو جنت فرمافیہا دکھائی دینا اور آپ کے دل میں خوشۂ انگور توڑنے کا ارادہ آنا پھر ہاتھ بڑھانا اور ہوا گرم معلوم کر کے رُک جانا ان تمام باتوں سے تو نماز میں شرک وکفر لازم نہ آیا۔ اور تصور شیخ سے جو خود بخود حاضر ہو جائے کس طرح شرک لازم آیا؟ اور لطف یہ کہ حدیث میں بھی لفظ صورت آیا ہے۔ جو کہ تصور کے معنے پر دال ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔ وَفِی الْحَدِیْثِ صَلٰوۃُ الْکُسُوْفِ صُوِّرَتْ لِیَ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ وَفِیْ لَفْظٍ بَیْنِیْ وَبَیْنَ جِدَارِ الْقِبْلَۃِ وَفِیْہِ اِنَّہٗ بَسَطَ یَدَہٗ لِیَتَنَاوَلَ عُنْقُوْدًا مِنَ الْجَنَّۃِ وَاِنَّہٗ تَکَعْکَعَ مِنَ النَّارِ وَنَفَخَ مِنْ حَرِّھَا (حجۃ اللہ البالغہ بحوالہ الکلام جلد دوم) اب شرک کہاں سے آگیا۔ اور شرک کی تعریف کتب عقائد میں یوں مرقوم ہے۔ الاشراک ھو اثبات الشریک فی الالوھیۃ بمعنے وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ کما لعبدۃ الاصنام کذا فی شرح العقاید للنسفی یعنے شریک ثابت کرنا معبودیت میں اور واجب الوجود ہونے میں جیسا کہ مجوس کا خیال و عقیدہ ہے یا مستحق عبادت جاننا غیر خدا کو جیسا کہ بت پرست کہتے ہیں۔ حالانکہ تصور میں ایسے کوئی بات متصور و مرکوز خاطر نہیں۔ پھر یہ تصور دو نوع پر ہے۔ اختیاری۔ بے اختیاری۔ بے اختیاری کا مسئلہ تو عبارت مرقومہ سے صاف ہو گیا ہے۔ اور باقی رہا اختیاری۔ سو وہ تو بطور سبق بتایا جاتا ہے بمقصود اس سے اس وقت صرف یک جہتی و یکسوئی فی الخیال ہوتی ہے۔ نہ اور کچھ اور طالب کو کہا جاتا ہے کہ یہ تصور مقصود بالذات نہیں بلکہ اصل مقصد تو حصول فنافی اللہ و بقا باللہ ہے۔ یہ تصور صرف تحصیل فیوض و برکات الٰہیہ کا واسطہ اور ذریعہ محض ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قول الجمیل میں خوب واضح کر دیا ہے اور حرمت و ممانعت کا کہیں ذکر نہیں فرمایا۔ اگر کوئی صاحب فرماویں کہ جب تصور شیخ مقصود بالذات نہیں تو اس کو قائم رکھنے کی ہدایت کرنا کیا ضرور کیا فائدہ؟ اس سوال کا جواب کئی مقدمات پر موقوف ہے۔

مقدمۂ اولیٰ:۔ ضرورت اس کی یہ ہے کہ انسان کی خاصیت خطری و عادت جبلی ہے کہ جس چیز کو دیکھ لیتا ہے یا تو اس سے اسکی روح و ضمیر خوش ہوتی ہے یا ناخوش۔ اگر خوش ہو گیا تو اس کی رغبت و خواہش و اشتیاق پر دل بھر کتا ہے خواہ میوہ مٹھائی ہو۔ خواہ عورت حسینہ جمیلہ خواہ مکان یا کتاب وغیرہ اور نہایت سعی بلیغ کرتا ہے۔ کہ وہ چیز مطلوبہ اسکو مل جائے۔ جبتک ہاتھ نہ لگے ایک تو اور بھی حرص و امنگ بڑھتی جاتی ہے دوم اسکے حصول کے ذرائع زیادہ تر تلاش کرتا رہتا ہے اور تھکتا نہیں۔ یہاں تک کہ وہ چیز بشرط قسمت ایک نہ ایک دن اسکو حاصل ہو جاتی ہے اگر ناخوش ہوتا ہے تو اسکا دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ چہ جائیکہ اسکی تلاش کرے۔ اسی طرح جب کوئی شخص کسی نیک پارسا کی طرف دیکھتا ہے تو اگر وہ سچا ایماندار ہے اسکی حرکات و سکنات و معاملات و طرز اعمال و تہذیب اخلاق پر دل سے پابند ہوتا ہے۔ اور دل سے کوشش کرتا ہے کہ اس پاک سیرت کی طرح بن جائے۔ بفضل خدا آخر ایک دن وہ طالب صورتہً و سیرتہً اسی بزرگ کی طرح (نمونہ) بن جاتا ہے۔ پس جس چیز کا آنکھ سے دیکھنا یا سامنے ہونا مفید و باعث اجر و ثواب ہو تو اسکا دل سے دیکھنا بھی وہی مفاد پیدا کریگا۔ مثلاً ایک شخص بچشم ظاہر خانہ کعبہ کو ہر وقت دیکھتا اور ذکر و عبادت میں مصروف ہے۔ شرعاً وہ شخص دو قسم کے اجر و ثواب کا مستحق و حقدار ہے۔ ایک تو اپنے ذکر و عبادت کا اور دوسرے زیارت بیت اللہ کا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلنَّظَرُ اِلَی الْکَعْبَۃِ عِبَادَۃٌ (الجامع) یعنی صرف بیت اللہ کی زیارت بھی ایک قسم کی عبادت ہے پھر وہی شخص بچشم دل اسی کعبہ کو خیال سے دیکھ رہا ہے۔ اور ذکر و عبادت میں مشغول ہے تو وہ کیوں ثواب کا حقدار

خطبہ نبوی نمبر ۲

ترجمہ منظوم

عام طبقے کا یہی دستور ہے — مال پہ ہوتا بڑا مغرور ہے
وہ سمجھتا ہے متاعِ دنیوی ہے — یہ اک خوشنودیِ حق کی کڑی
حق یہ ہے کہ دنیا کا یہ حال سب — ہے تکبر اور رعونت کا سبب
لذتوں میں اس کی پڑ کر یہ جہول — خالق و مالک کو بھی جاتا ہے بھول
اس کے متعلق حبیبِ کبریا — دیکھئے خطبہ میں فرماتے ہیں کیا؟
دنیا ہے دارِ فنا ہے حاضرین — اور گھر رنج و تعب کا بالیقین
نیک بندے دل نہیں دیتے اسے — اور برے جو چھیل ہیں لیتے اسے
ہے سعید اس سے جو منہ کو موڑ لے — وہ شقی ہے اس کے جو پیچھے پڑے
دھوکا دیتی ہے یہ خالص یار کو — کرتی ہے گمراہ تابعدار کو
جو کہ اس کے سامنے سر خم کرے — راہ سیدھی سے اسے برہم کرے
دس سے منہ موڑے جو وہ ہے کامیاب — جو اسے چاہے وہ ہے خانہ خراب
مژدہ اس کو اس میں جو حق سے ڈرا — پکڑی عبرت توبہ کی اور چل بسا
قبل اس کے کہ اجل لائے پیام — چھوڑ دے سب خواہشیں اللہ کے نام
قبرِ تنگ و تار میں بھر جائے گا — آخرت کی پہلی منزل ہے رہ جا
نہ وہاں نیکی سکے گا وہ پڑھا — نہ گناہوں کو سکے گا وہ گھٹا
زندہ ہو کر قبر سے رہ جائے گا — حشر میں سوئے عدالت آئے گا

نعمتیں جنت کی پائے گا وہاں
یا کہ پائے گا عذابِ جاوداں

راقم :- فقیر محمد اللہ دتہ طالب عفہ اللہ تعالےٰ عنہ از کنجاہ

راقم فقیر محمد، اللہ دتہ طالب
عفہٗ اللہ تعالیٰ عنہٗ

توبہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

اک جواں فرزندِ اسرائیل تھا
وہ گناہوں میں رہا بس کھیلتا

جرم دفتر میں تھے اس کے بیشمار
حرفِ عصیاں دل پہ اس کے آشکار

چاہا کرتوتوں سے اپنے اب پھرے
زخمی دل پر مرہم توبہ رکھے

جانتا نہ تھا کہ وہ عصیاں میرے
بخشے جائیں گے یا نہ اب کیا کرے؟

ایک عابد تھا بڑا پرہیزگار
اس سے جا کے پوچھا اے عالی تبار

ایک کم سو قتل ہیں ناحق گئے
ہاتھ میرے خون سے ان کے رنگے

شرم خالق سے اب آتی ہے مجھے
توبہ ہے یا کہ نہیں مرے لئے

بولا عابد ہو کے از بس پُر غضب
تیری توبہ ہی نہیں اے بے ادب

قتل اس کو بھی کیا تلوار سے
خوں گرا کر اُس کا سو پورے کئے

ایک عالم تھا بہت نیکو خصال
اس سے بھی جا کر کیا یہ ہی سوال

بولا وہ توبہ تو ہے تیرے لئے
پر یہاں سے جانا بہتر ہے تجھے

تیری خاطر سے ہے یہ جائے فساد
جا فلاں جا پر تو اے نیکو نہاد

اس جگہ ہی جاتے ہیں اہل صلاح
اس جگہ پر ہو تجھے حاصل فلاح

جب جواب اس کا بگوشِ دل سنا
آنسوؤں سے اپنا منہ دھونے لگا

راہ میں ہی موت اس کی آ گئی
اک قدم آگے کی نہ طاقت رہی

اس طرف کی میل تھا دل میں لئے
تاکہ اس جا سے ذرا آگے گرے

کشمکش باہم ملک کرنے لگے
کچھ الم کے اور کچھ رحمت کے تھے

جب نہ کوئی فیصلہ وہ کر سکے
ہر کوئی کہتا ہماری حد میں ہے

حق تعالیٰ نے کہا جاؤ وہاں
اور پیمائش کرو سب درمیاں

گر وہاں سے ہیں قریب اہل صلاح
مستحقِ رحم ہے پائے فلاح

اور اگر نزدیک ہیں اہل فساد
مستحق دکھ کا ہے تا ابدالآباد

ناپ کی جا کر فرشتوں نے جو جا
جانبِ صلحی وہ اک بالشت تھا

قدسیانِ رحمتِ پروردگار
لے گئے جاں اسکی باعزّ و وقار

حضرت مولانا حاجی اللہ دتا صاحب کے سفر کے حالات

امسال سردیوں میں فقیر سفر میں تھا۔ کلور کوٹ ضلع میانوالی میں فقیر کو چند موحد علماء نے آلیا۔ اعلم الاولین والآخرین یعنی امام الانبیاء و سید المرسلین بتعلیم و تعلیم عالم الغیب والشہادۃ حضرت خاتم الرسل والنبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے علوم مبارکہ میں کئی گھنٹے تبادلہ خیالات کے بعد جو اثر فقیر کے دل پر ہوا۔ ذیل کے اشعار جو اس فقیر ہمدان کی زبان سے بمدد الٰہی نکلے، اس کا کچھ اظہار کرتے ہیں۔ جو یاران طریقت کی ضیافت طبع کے لئے شائع کئے جاتے ہیں۔

نبی غیب کی ہے خبر دینے والا ٭ اسے علم دیتا ہے خود حق تعالیٰ !!!
کہاں تک گئے غیب میں ہیں حضرت ٭ کہاں تک خدا میں ہے دینے کی قدرت
بشر ہو کے راز خدا کھولتا ہے ٭ زبان نبی سے خدا بولتا ہے !!!
وما ینطق والی آیت ہماری ٭ علوم نبی پر شہادت ہے بھاری
جو برتن ہو خالی کیا اس سے نکلے ٭ مگر نہ ہی جو کچھ کوئی اس میں ڈالے
ما انا بقاری کہا خود نبی نے ٭ لقب امی بخشا خدا کی وحی نے
کہا رب زدنی پڑھا کر حبیبا ٭ تیرا کام ہے رحمت عالمین کا
ترضیٰ سے ظاہر جو دو عطا ہیں ٭ رسائی میں حضرت ورا الوریٰ ہیں
فترضیٰ کہا مانگنا بھی سکھایا ٭ بڑھانا نہ تھا کیا بکھیڑا بنایا؟
ادھر وعدہ یعطیک ادھر مانگ پیہم ٭ محبت کا بھی درمیان رشتہ قائم
دیا دینے والے نے جتنا کہ چاہا ٭ کہ محبوب تھا لینے والا عطا کا
سکھایا تجھے جو تو نہ جانتا تھا ٭ کیا تجھ پہ ظاہر جو تجھ سے چھپا تھا
سکھایا کیا کچھ بتایا تو کتنا ٭ اسے کہتا ظاہر ہے فضل عظیما
متاع جہاں کو کہا جب قلیلا ٭ تو پھر کس قدر ہو گا فضل عظیما

جو تنقیص شان نبی کر رہے ہیں ٭ وہ توحید کا گویا دم بھر رہے ہیں
مبارک رہے ان کی توحید شیطاں ٭ رسالت کی ہو جس میں توہین پنہاں

ملک موت کا اور شیطاں تو جانیں ؛؛ وہی علم لیکن نبی کو نہ مانیں !!
غلاموں کے علموں سے آقا کا کمتر ؛؛ یہ ایماں ہے کفر کافر سے بدتر !
نبی غیب جانے تو توحید ٹوٹے ؛؛ وہی جانے شیطاں نہ تکبیر چھوٹے !
ملک موت کا تو ہو حاضر و ناظر ؛؛ تو توحید کامل ہو، قاصر نہ قاسر
نبی کو اگر مانیں حاضر و ناظر ؛؛ خلل جانیں توحید میں حد سے باہر
بشر کہہ کے محبوب کی شان بڑھائی ؛؛ وراء الورا عرش دنیا دکھائی
انہیں مثل اپنے جو انساں سمجھے ؛؛ وہ اپنے تئیں کیا ہیں نادان سمجھے
نبی سب بشر ہیں نہ کہ کالبشر ہیں ؛؛ وہ یاقوت ہیں اور باقی حجر ہیں
کہے لعل کو مثلِ پتھر جو انساں ؛؛ وہ بے عقل ہے اور جنگل کا حیواں
الوہیتِ حق کو سمجھے ہیں ناداں ؛؛ نبوت سے ملتی ہوئی کوئی ہے شاں
وہ خالق یہ خلقت یہ عابد وہ معبود ؛؛ وہ واجب یہ ممکن یہ حادث وہ موجود

خدا کس نے تم کو بنایا کہو تو ؛؛ تمہیں کس نے کلمہ پڑھایا کہو تو
مسلماں ہی جس نے تم کو بنایا ؛؛ اسی کی امانت کا بیڑا اٹھایا
خدا تو کہے ہیں نے سب کچھ سکھایا ؛؛ نبی خود کہے اس نے سب کچھ بتایا
مگر اس موحد کو انکار ہی ہے ؛؛ اس انکار پر اس کو اصرار بھی ہے
خدا نبی کی جو موحد نہ مانے ؛؛ اسے چاہیے خود کو مومن نہ جانے
اسے ناز ہے علمِ قرآں پہ اپنے ؛؛ ہمیں فخر ہے فہم قرآں پہ اپنے
جس آیت میں تنقیص ہے وہ سمجھتا ؛؛ ہمیں تو نظر ہے کمال اس میں آتا
محب اور تنقیصِ محبوب شیوہ ؛؛ کہیں ہوتا ہے صبر کا تلخ میوہ
جو محبوب اپنے کی کم شان سمجھے ؛؛ کچھ اوصاف میں اس کے نقصان سمجھے
وہ گستاخ ہے عاشق نہیں ہے کسی کا ؛؛ وہ جھوٹا ہے دعویٰ محبت کا جھوٹا
نبی جس کو ہر شے سے پیارا نہیں ہے ؛؛ نبی نے کہا وہ ہمارا نہیں ہے
محبت نبی کی ہے ایمانِ کامل ؛؛ محبت وہی جس کی ہو شان کامل

خلیفہ نے لیلیٰ سے پوچھا کہ آیا ؛؛ تمہیں نے ہے مجنوں کو پاگل بنایا
حسینانِ عالم سے افزوں نہیں تو ؛؛ کہا چپ خلیفہ اگر مجنوں نہیں تو

اگر مجنوں کی آنکھیں تری لیلیٰ ہو نہیں ÷ سوا میرے دنیا کی ہر چیز کھوئیں

ہے قرآں دیلو شنائے نبی سے ÷ خلاف اس کے ہو اس میں ممکن نہیں ہے
تضاد آیتوں میں جو رکھتا رہا ہے ÷ سمجھتا ہے قرآن کلام خدا ہے؟
ترے دل میں ہوتی اگر الفت نبی کی ÷ زباں تو کر نہ سکتا اہانت نبی کی!!!!
کہے باپ کو بچہ کہ تو بے خبر ہے ÷ مرے جیسا ہی ایک تو بھی بشر ہے
تو خوش ہوگا باپ اس سے یا ہوگا ناخوش ÷ کہے گا نہ بچہ اسی کہ ہو جا خاموش
پدر کو تو یوں کہنا گستاخی جانو ÷ نبی کی نہ کچھ اس میں گستاخی مانو!!!
نبی کی پدر سے بھی کم شاں ہے کیا ÷ خدا را بتا نا یہ ایمان ہے کیا؟
دعا ہے یہ طالب کی بارِ خدایا ÷ نبی کی دکھا ان کو شانِ رفعنا
اگر دیکھ پائیں تو پھر مان جائیں ÷ وگرنہ سزا خود سری کی وہ پائیں

بقیہ صد :- تلاشِ رزق

نہ بر اشتر سوارم نہ چو اشتر زیر بارم ÷ نہ خداوند رعیت نہ غلام شہر یارم
غم موجود و پریشانی معدوم ندارم ÷ نفسے میزنم آہستہ و عمر بسر آرم

خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ رضا بدادہ بدہ وز جبین گرہ بکشا ÷ کہ بر من و تو در اختیار نکشو است
اور یہ تسلیم و رضا پیش و شاد بزی

قران پاک انعام بار دحق ملنے پر اترا دیا اکڑ نا نہ چاہیئے۔ اور اگر کچھ چھن جائے۔ تو غم نہ کرو۔ لکا تاسو علی فاناشکم ولا تفرحو بجا آتا کم نہ غم اور د نقصانے نہ شادی داد سامانے بود ہیش ہمت او ہر چہ آمد بود ہمانے

دوسری جگہ اپنے بے نظیر کتاب گلستان میں شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔ شعر
رزق ہر چند بے گمان برسد ÷ شرطِ عقل است جستن از در ہا

یہ لفظ جستن پڑھا جائے۔ تو آیت وجعلنا النہار معاشا کی تفسیر ہے اور جستن پڑھا جائے۔ اور دروازہ ہا سے کود جانا ان کو چھوڑ جانا۔ تو حدیث شریف الیاس ممالش دملدی النا س کا مفہوم ہے۔

حضرت عمر خیام رحمۃ اللہ علیہ

آں مایہ کہ از دنیا خوری یا نوشی ÷ معذوری اگر در طلبش جی کوشی
باقی ہمہ رائگان نراز و ہشدار ÷ تا عمر گرانمایہ لذان نفروشی
یک جو غم ایام نداریم خوشیم ÷ گر چاشت بود شام نداریم خوشیم
چون پختہ بمالی رسد از بطبیخ ÷ از کسی طرح خامہ نداریم خوشیم

نعت شریف

حاجی اللہ دتہ صاحب کنجاہ

رَفَعنَا لَکَ ذِکرَکَ شان کس کی
محمد رسول و حبیبِ خدا کی

ثنا ان کی ممکن نہیں ان کے لائق
ہیں بعد از خدا ساری دنیا پہ فائق

ملک جن و انساں غلام ان کے ہیں سب
بدرگاہِ حق ہیں وہی سب سے اقرب

وہ افضل ہیں اعلیٰ ہیں کون و مکاں میں
وہ اعلم ہیں اولیٰ ہیں دونوں جہاں میں

وہ اول وہ آخر نہاں و عیاں ہیں
شریک ان کا کوئی نہیں ان کی شاں میں

رسولِ خدا کی صفت کیا ادا ہو
ثنا خواں قرآں ہیں جس کا خدا ہو

وہ رحمت ہیں سارے جہانوں کی خاطر
نہیں کوئی ان سا ہے قرآں سے ظاہر

انہیں اپنا محبوب حق نے بنایا
انہیں سب جہاں لامکاں تک دکھایا

کہاں تک گئے وہ گئے حد سے باہر
یہ ہے قَابَ قَوسَینِ اَو اَدنیٰ سے ظاہر

فَاَوحیٰ اِلیٰ عَبدِہٖ شان پایا
وَ مَا یَنطِقُ سے ہی قرآن آیا

وَلَسَوفَ یُعطِیکَ الفت کی مظہر
رضا جوئی حضرت تَرضیٰ سے ظاہر

نہ تجھ سا ہوا اور نہ ہوگا جہاں میں
تیرے ہی لئے ہیں جو کون و مکاں میں

بیاں کیا کرے تیرا طالب تری شان
تری شاں میں بس ہے اللہ کا قرآن

نعت شریف

مچلتا ہے دل اور ترستی ہیں آنکھیں یہ حسرت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
جدائی ہیں قلب و جگر جل رہے ہیں محبت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
تصور میں سجدے کئے جا رہا ہوں عقیدت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
پڑھے جا رہا ہوں نماز محبت عبادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
دیا عمر بھر بے کسوں کو سہارا سر حشر پہلے ہمیں کو پکارا۔
نوازش نہیں تھی تو پھر اور کیا تھا عنایت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
جو دولت زمانہ کی مانگی وہ پائی مگر ملک اپنی فقط اک چٹائی
ملی جو کی روٹی تو کھائی نہ کھائی قناعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
کہیں چاند تاروں کو خود جگمگایا کبھی سنگریزوں سے کلمہ پڑھایا
چھپائے سے چھپتی نہیں ہے حقیقت حقیقت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
دو عالم کے داتا خدائی کے والی خزانوں کے مالک مگر ہاتھ خالی
کبھی در سے خالی نہ ٹالا سوالی سخاوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

نگاہوں سے آگاہ ہیں خود نظارے
منور انہی سے ہیں سب چاند تارے

دو عالم میری نبی کے مطیع ہیں!
حکومت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے!

جن اصحاب کے ذمہ رسالہ کا چندہ بقایا واجب الادا ہے۔ وہ براہ کرم مینجر رسالہ حاجی مہر عبدالحق کے نام روانہ فرما کر رسالہ کی مدد فرمادیں۔

خطبہ حجۃ الوداع

آخری خطبہ جو سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آخری حج بیت اللہ شریف جو حج اکبر تھا۔ مختلف اوقات پر مختلف مقامات پر ارشاد فرمایا۔ اس کا ترجمہ آج ہم ناظرین رسالہ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں یہ خطبہ صاحبان دل اور اہل نظر اصحاب کے دلوں میں مزید نورانیت اور محبت اسلام پیدا کریگا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہجرت کے ایّام کے بعد حج شریف نہ کیا تھا۔ فتح مکّہ کے بعد سنہ ۱۰ ہجری ماہ ذی قعدہ میں حضور نے ارادہ حج فرمایا۔ تمام عرب میں یہ خبر بجلی کی طرح دوڑ گئی۔ اور سعیدان ازلی عرب حضور کی ہمرکابی کی سعادت سے مشرف ہونے کے لئے تمام اطراف و اکناف ملک سے امنڈ آئے۔ سبحان اللہ اُن فدایان رسول علیہ السلام عاشقان نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے درجات کی علوشان کو کون دیکھ سکتا ہے۔ یا پا سکتا ہے۔ الغرض ۲۶ ذی قعدہ سنہ ۱۰ ہجری بروز ہفتہ حضور مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہا سے برائے حج روانہ ہوئے۔ اور ذوالحلیفہ پہ پہنچ کر دوسرے دن احرام باندھا تمام غلامان سرکار نے بھی احرام باندھا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم احرام باندھنے کے بعد نہایت ہی بلند آواز سے پکارتے۔ لبیک لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک اِن الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک تمام دشت وجبل۔ کوہ و دریا تلبیہ کی آواز اور گونج ہر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے چاروں طرف اپنے غلاموں اور جانثاروں کا جنگل دیکھ دیکھ کر نہایت ہی خوش وخرم اور مسرور تھے۔ اور خدا تعالیٰ کی حمد اور پاکی بیان فرماتے شکریہ ادا کرتے کہ حجاز مقدس جزیرہ العرب مشرکین سے پاک ہوگیا۔ اور تمام ملک میں اسلام کا بول بالا ہوگیا۔ الغرض ۴ ذی الحج بروز اتوار حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کا قافلہ مکہ معظمہ میں پہنچا۔ حضور نے اپنے خاندان کے لڑکوں سے نہایت محبت اور پیار سے گفتگو فرمائی اور بعضوں کو آگے پیچھے اپنے سواری کے بٹھا لیا۔

۸ ذی الحج کو حضور صفا تشریف لے گئے اور ۹ کو عرفات شریف میں حضور نے جو خطبات فرمائے ان کا ترجمہ یک جا ناظرین کے ازدیاد نور ایمان اور محبت والیقان کے لیے حسب ذیل درج کیا جاتا ہے۔

(۱) لوگو (اے مسلمانو) میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہ ہونگے لوگو تمہارے خون۔ تمہارے مال تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر تو ایسی حرام ہیں۔ جیسا کہ تم آج کے دن اسی شہر کی۔ اسی مہینہ کی حرمت کرتے ہو اور فرمایا عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں تم سب آدم کی اولاد ہو۔ اور آدم خاک سے پیدا ہوئے تھے (عقد العزیز قطب نبی) اور فرمایا مسلمان مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔ اور فرمایا۔ تمہارے غلام تمہارے غلام جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ۔ جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ۔ اور ارشاد فرمایا۔ جاہلیت کے تمام خون لینے (انتقام خون) باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون) ربیعتہ بن الحرث کا خون باطل کر دیتا ہوں۔

اور فرمایا۔ لوگو عنقریب تمہیں خدا کے روبرو حاضر ہونا ہے۔ اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال فرمائے گا۔ خبردار میرے بعد

گمراہ نہ ہو جانا۔ کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

لوگو جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں اپنے قدموں کے نیچے روندتا ہوں۔ جاہلیت کے قتل اور خون ریزی کے تمام جھگڑے میں ملیا میٹ کرتا ہوں۔ (پہلا خون ربیعہ کا جو میرے خاندان کا ہے معاف کرتا ہوں)

اور فرمایا جاہلیت کے زمانہ کا تمام سود ملیا میٹ کرتا ہوں۔ پہلا سود اپنے خاندان کا جو نہیں لٹاتا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب کا سارے کا سارا چھوڑ دیا گیا۔

اور فرمایا لوگو اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ خدا کے نام کی ذمہ داری سے تم نے ان کو بیوی بنایا اور خدا کے نام سے تم نے ان کا جسم اپنے لئے حلال کیا۔ تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر مرد کو نہ آنے دیں۔ لیکن اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو نمودار نہ ہو۔ عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ۔ اچھی طرح پہناؤ۔

اور فرمایا۔ لوگو میں تم میں دو چیز چھوڑ چلا ہوں۔ اگر اسے مضبوط پکڑو گے۔ تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ ہے اللہ کی کتاب۔

اور فرمایا۔ لوگو نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر آئے گا نہ کوئی جدید امت پیدا ہونے والی ہے۔ اور سب سن لو۔ اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور پنجگانہ نماز ادا کرو۔ سال بھر میں ایک ماہ کے روزے رکھو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہایت خوشی سے ادا کرنا۔ خانہ خدا کا حج بجا لاؤ۔ اور تم میں جو صاحب امیر ہوں ان کی اطاعت کرو۔ جس کی تم کو جزا یہ ملے گی۔ کہ تم پروردگار کے فردوس میں بھی داخل ہو گے۔

اور فرمایا۔ لوگو قیامت کے دن تم سے میری بابت دریافت کیا جائیگا۔ مجھے ذرا بتادو۔ تم کیا جواب دو گے۔ سب نے عرض کیا۔ کہ ہم اس کی شہادت دیتے ہیں۔ کہ آپ نے اللہ کے احکام ہم کو پہنچا دیئے۔ آپ نے رسالت و نبوت کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے ہم کو کھوٹے کھرے کی اچھی طرح پہنچان کرادی۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔ اور پھر لوگوں کی طرف جھکا دیتے تھے۔ (فرماتے تھے اے خدا سن لے تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں) اے خدا گواہ رہنا۔ (کہ یہ لوگ کیا گواہی دے رہے ہیں۔ اے خدا تو شاہد رہ کہ یہ سب کیسا صاف اقرار کر رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ تم لوگ یہ سب باتیں اُن لوگوں کو پہنچا دینا۔ جو اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں۔

نعت شریف

اے خدا اے قادر و قیوم ما — شکر تیرا ہر گھڑی ہر صبح و مسا
جسم تیرے بس میں ہے اپنی زندگی — زندگی اپنی ہے کیا سو سکتی ہے
فضل سے تیرے یہ پہنچی حاضری — ہر بدا اقدس میں ہو سکتا تھا
فضل تیرا گر نہ ہوتا اے خدا — حاضر روضہ نہ میں ہو عرش بریں
یعنی طیبہ کی مقدس سرزمین — حاضر روضہ اعلیٰ کا اعلیٰ مرتبہ
روضۂ اقدس امام الانبیاء — حبیب کا در جو عرش کا اعلیٰ ہے
خاک در چومی ہے میں نے بار بار — عرش سے بھی ہے جس کا پایہ بلند
لیک ہے اک عرض اے رب قدیر — اور وسیلہ بھی ہے طفیل مصطفیٰ
حاضری پھر بھی نصیب ہو بار بار — کر قبول اسکو طفیل آل عبا
ہیں بہت اک نادار و مجبور بھی — پیر شہید کربلا آل عبا
سرکار دو عالم کے آستانہ پہ پہنچی — جانثار نبی و ال بیت سبھی
تشفیع المذنبین ہو اور رحمت عالمین — اصحاب نبی خاتم رسول

حاجی محمد عبد الرحمٰن صاحب
سجادہ

حاجی کرم الٰہی صاحب
سیالکوٹ

مدینہ منورّہ

اعلیٰ حضرت امیر الملت والدین سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کا سالانہ ختم شریف مدینہ منورّہ میں گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی بتاریخ ۲۳ ذیقعدہ از نماز مغرب عالی جناب حضرت خان بہادر بخشی مصطفیٰ علی خان صاحب مہاجر مدنی نے اعلیٰ حضرت سرکار علی پوری کا سالانہ ختم شریف کی محفل کا انتظام کیا اور جناب مولانا الحاج حضرت مولوی محمد ضیاء الدین احمد صاحب القادری کے دولت کدہ پر محلہ السلام شہر مدینہ میں مجلس ختم شریف منعقد ہوئی۔ خان بہادر صاحب اور مولانا حضرت نے نہایت اچھا انتظام کیا ہوا تھا۔ اور مدینہ طیبہ کے خوش الحان نعت خوانان کو مجلس پاک میں شرکت کے لئے مدعو کیا ہوا تھا۔ اور علمائے کرام اور یاران طریقت علی اماں جو اس دن مدینہ منورہ میں حاضر تھے۔ سب اس مجلس پاک میں سعادت حاصل کرنے اور نور ایمان سے اپنے دلوں کو مزیّن اور منوّر کرنے کے لئے حاضر تھے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ مدینہ طیبہ اور نعت خوانان سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت اور مجلہ باب السلام۔ کیا ہی نورانی مجلس اور مقدس مجمع تھا۔ نعت خوانان درود خوانان ختم خوانان نے مل کر اولاً اعوذ پڑھ کر بسم اللہ شریف سے مجلس ختم کا افتتاح کیا۔ اور تمام حاضرین نے دعا کی اور سعادت حاصل کی۔ اور زاں بعد نعت خوانان درود خوانان نے ختم شریف شروع اور نہایت ہی پر درد اور خوش الحانی سے دلائل الخیرات کو پڑھنا شروع کیا۔ نصف دلائل الخیرات کے ختم پر چند لمحے وقفہ ہوا۔ اور شاملین حاضرین کو کافی اور چائے اور آب سرد سے خدمت تواضع کی گئی۔ اور جب تمام دلائل الخیرات پڑھی گئی۔ اس کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کی گئی۔ اور بزبان عربی، فارسی، اردو۔ نعت خوانی ان ہی مقدس حضرات نے کی جس سے حاضرین شاملین نہایت ہی محظوظ ہوئے۔

زاں بعد استادہ ہو کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس تحفہ سلام پڑھا گیا۔ عجب قبولیت کا وقت تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ملائکہ بھی اس پاک مجلس درود و سلام سرکار دو عالم میں ہم غلامان سرکار سرکار مدنی کے ساتھ شامل ہیں۔ اور نورانی بارش ہو رہی تھی۔ زاں بعد نہایت ہی خشوع اور خضوع سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس اور سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کے روح پرفتوح کو ثواب پہنچایا گیا۔ اور حاضرین و شاملین اور جملہ اہل اسلام کی بہتری کے لئے دعا کی گئی۔

مینجر رسالہ انوار الصوفیہ۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ (حبّ الفقر الفتح کعبہ)

گر ترا عقل است با درویش زی ؛ با غنی درویش یار و ہم نشین ؛ ہم نشینی جز بدرویشاں مکن ؛ تا توانی غیبت ایشاں مکن

حب درویشاں کلید جنت است ؛ دشمن ایشاں سزائے لعنت است

اہل دنیا بالکل غافل ہیں۔ ان کے اپنے دل مردہ ہو جاتے ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنے سے تیرا بھی دل مردہ ہو جاتا ہے۔ وہ بظاہر تو آدمی نظر آتے ہیں، مگر ان کا باطن آدمیوں کا سا نہیں ہوتا ہے۔ مولانا روم ایسے مردوں کی نسبت تحریر فرماتے ہیں ۔
آنچہ می بینی خلاف آدم اند۔ نیستند آدم بل غلاف آدم اند۔ وہ بالکل آدمیت کے خلاف آدم ہیں۔ در حقیقت آدمیت سے دور ہیں۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب قدس سرہ اللہ قیوم ثانی فرماتے ہیں، مرید کو چاہیئے۔ کہ مخالفین کی صحبت سے باز رہے۔ شعر۔ ترک خویش و ترک خویشاں کردہ ام ہر کہ ہے او یار ما اغیار ما
اپنے آپ کو اور اپنے رشتہ داروں کو بھی چھوڑ دیا ہے جس کے بغیر کسی کا یار ہو۔ وہ ہمارا دشمن ہے۔ یعنی خدا کی دوستی میں اپنی جان اپنے رشتہ دار تمام کو ترک کر دیا۔ جو خداوند کریم کے بغیر کسی اور کو یاد رکھتا ہے۔ وہ ہمارا دشمن ہے۔

١٣۔ جو فائدہ یا نسبت حاصل ہو۔ اس کو اپنے پیر طریقت کی طرف سے خیال کرے۔ اور جیسا کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر تم کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں کوئی نسبت حاصل ہو۔ اور پھر تم کسی اور بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور وہاں سے بھی وہی نسبت حاصل ہو۔ تو جس جگہ سے یہ نسبت حاصل ہوئی ہے۔ اس کو بھی حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ہی خیال کرو۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حضرت قطب الدین حیدر صاحب کا ایک مرید حضرت شیخ شہاب الدین صاحب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اور روزہ سے تھا۔ وہ اپنے پیر طریقت حضرت قطب الدین سید رصاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام پکار کر روٹی مانگنے لگا۔ مریدوں نے شیخ صاحب کی خدمت میں اس کے الفاظ عرض کئے۔ تو ان کو شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ اس کو کھانا کھلا دو۔ چنانچہ اس کو کھانا کھلایا گیا۔ جس وقت وہ مرید حضرت قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کا کھا چکا۔ تو اس نے پھر کہا۔ شکر اللہ یا قطب الدین حیدر۔ مریدان شیخ شہاب الدین صاحب سہروردی یہ بات سن کر کچھ متعجب و حیران اور کچھ رنجیدہ ہوئے۔ اور پھر انہوں نے حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں یہ ماجرا بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا مریدی اس سے سیکھو وہ ہر فائدہ اور نسبت کو اپنے پیر طریقت ہی کی مہربانی سے سمجھتا ہے۔ اور اسی کی طرف منسوب کرتا ہے۔ ایسے ایک شخص حضرت سید حسن رسولنما رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور زیارت رسول علیہ السلام کی درخواست کی۔ سید صاحب نے مناسب وقت پہ سائل کو زیارت سے مشرف کر دیا۔ تو اس سائل نے جو کسی اور صاحب کا مرید تھا۔ بعد حصول زیارت کے اپنے پیر کا شکریہ ادا کیا۔ سید صاحب کے مرید نے پوچھا۔ کہ زیارت تو تم کو ہمارے پیر و مرشد کی مہربانی سے ہوئی ہے۔ اور تو شکریہ اپنے پیر کا کرتا ہے۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ اگر اپنے پیر کا مرید نہ ہوتا۔ تو سید صاحب کیوں مجھے اپنے کندھوں پر اٹھا کر زیارت رسول علیہ السلام سے مشرف کرتے۔ یہ میرے پیر ہی کی مہربانی ہے۔ جو مجھے زیارت کرائی گئی۔

١٤۔ مخلوق کی طعن تشنیع و ملامتوں سے نہ گھبرائے۔ اور نہ بیدل ہو کر ہمت ہارے۔ اور قرآن پاک کے حکم لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ پر عمل پیرا ہو۔ حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مثال کو پیش نظر رکھے۔ اور لوگوں کی سختیوں اور ملامتوں سے نہ گھبرائے۔ اور پرواہ تک نہ کرے۔ عاشق کا کام ہمت ہارنا یا گھبرانے کا نہیں۔ صادق ہے۔ بوالہوس نہیں ہے۔ اس منزل میں تو سر سے گذر جانے والوں۔ جان قربان کرنے والوں کا کام

بنتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ع۔ کمترین چیزے دریں راہ سر بود۔ ایک صاحب فرماتے ہیں۔ شعر
عشق کے کوچہ میں مت رکھ قدم تو اے ابوالہوس ؛ گر تجھے منظور واں سر سے گزر جانا نہیں
فرماتے ہیں ؎ عاشقاں را درد ہا بسیار می باید کشید ؛ جور یار و طعنۂ اغیار می باید کشید
ایک صاحب فرماتے ہیں۔ ؎ عاشقی دانی چہ باشد بے دل و جان زیستن ؛ جان و دل دریاختن بر بوئے جاناں زیستن
سوختن در ہجر خوش بودی بہ امید وصال ؛ ساختن با درد و بس بر بوئے درماں زیستن
ایک پنجابی صاحب فرماتے ہیں ؎ عاشق تھیویں تے عشق کماویں دل رکھیں اگ پہاڑاں ؛ لکھ لکھ طعنے تے ہزار اولامے کر جانیں موج بہاراں

۱۵۔ پیر طریقت کی سختی یا درشت کلامی سے بد دل یا شکستہ دل نہ ہووے۔ مرجان من پیر حکیم حاذق ہے۔ وہ تیری بیماری دل کا علاج کرتا ہے۔ جو نسخہ تیرے مناسب حال سمجھتا ہے۔ وہ تجویز کر کے استعمال کرتا ہے۔ تو مریض باطن ہے۔ کبھی سنا کہ کسی مریض نے اپنے حکیم کے نسخہ تجویز کردہ پر اعتراض کیا ہو۔ مریض کا کیا حق ہے۔ کہ وہ معالج سے یہ بات کہے کہ فلاں جزو نسخہ سے نکال دو۔ پیر کامل جو مناسب خیال کرتا ہے۔ کرتا ہے۔ اس کی زجر و توبیخ تمہاری دوستی اور بہتری کے لئے ہے وہ تمہاری بہتری کو تم سے زیادہ اچھی طرح جانتا ہے۔ تو بدل آمنا و صدقنا کہہ۔ اور بطور غلام کے بجا لا۔ غلام کو بجا آوری کا ہی حکم ہے۔ بندہ را بندگی شایاں است تابعداری فرمانبرداری تیرا کام ہے۔ جو کچھ پیر کا ارشاد ہو۔ اس کے آگے سر ارادت و عقیدت جھکا دینا سعادت مندی و کار مردانہ ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سید میر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں رات کے وقت حاضر ہوئے۔ جس وقت حضرت خواجہ سید میر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مبارک حضرت خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے وجود پر پڑی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ کون ہے۔ جب آپ کو معلوم ہوا۔ کہ حضرت نقشبند ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس کو اس مکان سے باہر نکال دیا جاوے۔ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ جس وقت میں اس مکان سے باہر آیا تو قریب تھا کہ میرا نفس مجھ سے سرکشی کرے۔ اور تسلیم و ارادت کی عنان کو توڑ ڈالے۔ مگر عنایت الہی نے اس حالت میں میری کی۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ اس خواری میں خداوند کریم جل شانہ کی رضا ہے۔ میں نے اپنی عاجزی کا سر اپنے پیر و مرشد کے آستانہ عزت نشان پر رکھا۔ اور کہا۔ خواہ اپنی کوئی حالت ہو۔ اس دروازہ مبارک سے اپنا سر نہ اٹھاؤں گا۔ ہلکی ہلکی برف باری ہو رہی تھی۔ اور ہوا بہت سرد تھی۔ جب صبح کا وقت قریب ہوا۔ حضرت خواجہ سید میر کلال مکان سے باہر تشریف لائے۔ آپ نے قدم مبارک میرے سر پر رکھ دیا میرے سر کو آستان سے اٹھایا۔ اور مکان کے اندر لے آئے۔ اور اس بات کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا۔ کہ سعادت مندی کا یہ لباس تمہارے قد پر ہی موزوں ہے۔ اور اپنے مبارک ہاتھوں سے خس و خار و خاشاک کو میرے پاؤں سے الگ کیا۔ اور نکالا۔ اور زخموں کو صاف کیا۔ اور بے حد نظر کرم فرمائی۔
سبحان اللہ یہ تھی استقامت ؎ گر نشاید بدوست راہ بردن ؛ شرط یاری است در طلب مردن

۱۶۔ مرید کو چاہیئے کہ عالی ہمت اور صاحب استقلال ہو۔ ایسا عالی ہمت ہو۔ کہ جو چاہے ہوا کرے۔ وہ اپنے ارادے سے باز نہ آوے۔ ایسی بلند ہمتی اور عالی دماغی کی ضرورت ہو۔ کہ کوئی تکلیف یا مصیبت امتحان یا ابتلا ارضی ہو یا سماوی ظاہری ہو یا باطنی اسکی کو ہمت عالی کو پست نہ کرے۔ ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق ؛ باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

طالبِ رضائے مولا ہونا۔ معرفتِ الٰہی کا خواہاں ہونا۔ محبتِ رسول کریم صلعم کا دم بھرنا۔ عاشقِ پیرِ طریقت ہونا۔ جو خدا سے ملانے والا ہے اور معمولی چند روزہ دنیاوی مصائب سے ہمت ہار دینا صادق کا کام نہیں ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہونگا۔ کہ انسان کے شایانِ شان بھی نہیں ہے۔

آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ ؛ پست ہمت یہ نہ ہو پر پست قامت ہو تو ہو

فرماتے ہیں۔ کہ علو ہمت ارادہ مخصوص را گویند و آں ارادہ از رموز عظیم است۔ خواجہ خواجگان حضرت شاہ نقشبند بخاری فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم نے راہِ سلوک میں قدم رکھا۔ ہمیشہ ہماری یہی ہمت رہی کہ تمام سے بڑھ جاؤں۔ چنانچہ خداوند کریم کی مہربانی میری شاملِ حال رہی اور مجھ کو سب سے بڑھا دیا۔ اور منزلِ مقصود تک پہنچا دیا ؛

ہمت ترا بہ کنگرۂ کبریا کشد ؛ ایں سقف گارہ را بہ ازیں نردبان مخواہ

١٧۔ پیرِ طریقت کی ہر ایک شئے کا ادب و احترام کرنا مرید کیلئے لازم ہے :۔ اور ان سے محبت کرنی۔ تصوف تمام کا تمام ادب ہی ادب ہے اور پیر چونکہ مرید کا آقا اور مالک ہوتا ہے۔ اس کی ہر ایک چیز غلام کی نظروں میں بے حد عزت اور احترام کے قابل ہوتی ہے۔ اور جو مرید پیر کی اشیا کو عزت و احترام کی نظر سے نہیں دیکھتا وہ سمجھے کہ اسکے دل میں پیر کی محبت نہیں ہے۔ پیرِ طریقت اس کا محبوب اور وہ شئے محبوب کی منظورِ نظر اور مرغوب نہایت حیرت اور افسوس کا مقام ہوگا گر دعویٰ تو پیر سے محبت کرنے کا اور محبوب کی اشیا کا احترام نہ کیا جاوے تو دعویٰ زبانی ہی ہے۔ شعر

پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفتا ایں چہ بود ؛ ایں سگے در کوئے لیلیٰ گاہ گاہے رفتہ بود

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس سرہٗ العزیز کے مرید صادق اور عاشق کامل تھے۔ ایک دفعہ اپنا سامان کئی اونٹوں پر لاد کر لا رہے تھے کہ راستہ میں انکی ایک آدمی سے ملاقات ہوئی۔ امیر خسروؒ نے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی چیز ہے اس نے جواب دیا کہ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ کی پاپوش مبارک اس کے پاس ہیں۔ امیر خسروؒ عاشق صادق مرید کامل نے اس مسافر سے عرض کیا۔ کہ جو کچھ تو چاہتا ہے اس نعلین مبارک کی قیمت لے لے۔ اور یہ مجھے دیدے۔ امیر خسروؒ نے تمام مال و متاع اس کو دیدیا۔ اور اپنے محبوب کی پاپوش مبارک خرید لی۔ اور دہلی میں پہنچ کر حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں پاپوش پیش کردی اور تمام واقعہ بیان کر دیا۔ اور حضرت نہایت خوش ہوئے اور فرمایا خسرو بسیار ارزاں خریدی۔ یہ عاشقانِ صادق کی محبت اور احترام ہے کہ تمام مال و متاع دے کر اپنے پیر کی مستعملہ مبارک جوتیاں خریدیں اور جہاں سے خریدیں ان کو سر پر رکھا اور سر پر رکھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے ؛

١٨۔ اپنے پیرِ طریقت کی اولاد کو اپنی مال و جان الغرض تمام دنیا و مافیہا سے عزیز جانے اور ان کا اسی طرح ادب احترام اور عزت کرے۔ جس طرح اپنے پیرِ طریقت کی کرتا ہے۔ ماسوائے بھائی پیر بجائے پیر

١٩۔ جو تبرک ملے اسی کو عطیہ خداوندی سمجھ کر اپنی جان سے عزیز رکھے۔ اور جو پس خوردہ ملے۔ اس کو علاج اور شفا تمام بیماریوں کی سمجھے۔ اور اور اس کی تعظیم میں کھڑا ہو کر اسے کھائے پیئے۔

٢٠۔ پیر کامل سے کرامت نہ طلب کرے۔ کرامت طلب کرنی معترضین و منکرین کا کام ہے۔ کرامت طلب کرنے والے پر درِ سعادت وا نہیں ہوتا۔ سعادت کے لئے حسنِ عقیدت اور صحیح ارادت شرط ہے۔ مومن اور منکر میں یہ الفرق ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ طلب خوارق و کرامات از پیر خود نکند۔ اگر آں طلب بطریق خواطر و ساوس باشد۔ ہیچ نشنیدہ کہ مومنے از پیغمبرے معجزہ طلب کردہ باشد معجزہ طلباں کفار اند و اہل انکار۔ یعنی اپنے پیر سے کرامت و خرق عادت کا طالب نہ ہے۔ خواہ وہ طلب وسوسہ خاطر کو دور کرنے کی غرض سے ہی ہو۔ کبھی سنا ہے۔ کہ کسی نے کسی پیغمبر سے کوئی معجزہ طلب کیا ہے۔ معجزہ چاہنے والے کفار اور منکرین ہوتے ہیں۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

معجزات از بہر قہر دشمن است ؛ بوئے جنسیت پئے دل بردن است ؛ موجب ایمان نباشد معجزات ۔ بوئے جنسیت کند جذب صفات

ترجمہ: معجزات سے دشمن پر قہر ڈالا جاتا ہے۔ اور بوئے جنسیت سے محبوب بنتا ہے۔ معجزات دیکھنے سے ایمان حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ بوئے جنسیت صفات کو جذب کرتی ہے۔

٢١۔ پیر کی مجلس میں ہمیشہ پیر سے نیچا بیٹھے اور اپنی جگہ اونچی نہ رکھے۔ حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے بوقت وصالِ خود وصیت فرمائی۔ کہ ان کی قبر مبارک تیرہ گز گہری کھودیں۔ کیونکہ بسطام جہاں ان کے پیرِ طریقت حضرت خواجہ سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی مزار مبارک تھی۔ خرقان سے تیرہ گز نیچی جگہ رکھتی تھی۔ سبحان اللہ کیا ادب و احترام ان بزرگانِ دین کو ملحوظ تھا۔

۲۲۔ جب پیر کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادہ سے جا رہا ہو۔ تو راستہ میں کسی جگہ نہ ٹھہرے۔ نہ کسی کے پاس قیام کرے۔ حضرت خواجہ خواجگان شاہ نقشبند بخاری رح کے حالات میں درج ہے۔ کہ آپ ایک دن اپنے پیر طریقت حضرت خواجہ سید میر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کے لئے جا رہے تھے۔ راستہ میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جو ایک سوار کے جامہ میں نظر آئے۔ ہاتھ میں ایک لکڑی گلہ بانوں کی طرح لئے تھے۔ اور سر پر ایک بڑا کلاہ پہنے تھے۔ فرماتے ہیں۔ میرے پاس آئے۔ اور ترکی زبان میں کہا۔ کہ تم نے گھوڑے کو دیکھا ہے۔ اور اس لکڑی سے مجھ کو مارا۔ میں نے ان سے کچھ نہ کہا۔ اور انہوں نے چند مرتبہ میرا راستہ گھیر کر مجھ کو مشوش کیا۔ میں نے کہا۔ کہ میں جانتا ہوں۔ کہ تم خضر ہو۔ رباط قرادل تک وہ میرے پیچھے آئے۔ اور کہا۔ کہ ٹھہر جاؤ۔ کہ کچھ دیر پاس پاس بیٹھیں۔ مگر میں نے کچھ التفات نہ کیا۔ اور فرماتے ہیں۔ جب میں حضور خواجہ سید میر کلال کی خدمت میں پہنچا۔ تو دیکھتے ہی فرمانے لگے۔ کہ راستہ میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اور کچھ التفات نہ کیا۔ جواب میں عرض کیا۔ چونکہ میں آپ کی طرف متوجہ تھا۔ اس واسطے التفات نہ کیا۔

۲۳۔ پیر کی خدمت میں حاضر ہو کہ کوئی درود وظیفہ نہ کرے۔ بلکہ ہمہ تن انکی طرف متوجہ رہے۔ اس کی طرف پشت نہ کرے۔ نہ اس کی مسند پر قدم رکھے۔ نہ اس کے برتن خاصہ کا استعمال کرے۔ پیر کے چہرہ منور کو دیکھتا رہے۔ اور اس سے نور اکتساب کرے۔ دل میں کوئی غیر خیال نہ لاوے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔ دل نگہدارید اے بے حاصلاں ؛ در حضور حضرت صاحبدلاں

نہ اپنا سایہ پیر کے مبارک جسم پر پڑنے دے۔ نہ پیر کے سایہ پر اپنا قدم رکھے۔

۲۴۔ مرید کے لئے لازمی ہے۔ کہ وہ جملہ اہل اسلام اور عام مخلوق سے حسن سلوک سے برتاؤ کرے۔ ان کی بدخواہی سے سینہ کو پاک رکھے۔ عداوت کو ترک کر دے۔ کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہ کچھ نہ چاہے۔ جو وہ اپنے لئے چاہتا ہے۔

۲۵۔ جب پیر کی خدمت میں حاضر ہووے۔ تو اپنے آپ کو بالکل مفلس اور عاجز ظاہر کرے۔ اور فقیرانہ حیثیت سے رہے۔ تاکہ اس غنی معنوی کی مہربانی مرید پر ہو۔ اور اس کی نظر لطف و کرم سے مرید کا دل عشق و محبت الٰہی سے مالا مال ہو۔ کیونکہ تمہاری مفلسی اور فقیرانہ صورت اور دل کو پیر طریقت دیکھ کر تمہاری اسی حالت اور آرزو کا اندازہ لگا کر تم پر عنایت کرے گا۔

۲۶۔ اگر کوئی اور درویش تم کو مل جاوے۔ تو اس کی عزت و احترام کرنا بھی تمہارے لئے فرض ہے۔

متحد جانہا اند مردان خدا ؛ جان گرگان و سگاں از ہم جدا۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں۔ کہ جب فقیروں کی خدمت میں حاضر ہو۔ تو اپنے آپ کو بالکل مفلس ظاہر کرو۔ تاکہ ان کو تجھ پر رحم آوے۔ اور اگر درویش کی شکل دیوار پر کھینچی ہوئی ہو۔ تو اس کے نیچے سے بھی ادب سے گذرے۔

۲۷۔ بدوں اجازت پیر کے کوئی وظیفہ یا ورد نہ کرے۔ جو کچھ پیر نے حکم دیا یا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ وہ کیا کرے۔ سبق ارشاد کردہ یاد رکھنا ضروری ہے۔ اگر وہ یاد نہ کیا جاوے۔ تو اور سبق نہیں پڑھایا جاتا۔ اگر کوئی مرید اپنے مرید کا ارشاد کردہ ورد یاد نہ کرے۔ اور دوسروں کے پیچھے بھاگتا پھرے۔ اور نئے وظیفہ یاد کرے۔ تو وہ یہ سمجھے۔ کہ وہ طریقت کا مجرم اور گنہگار ہے۔ اور اس کی توبہ و بیعت میں نقص وارد ہو گیا۔

۲۸۔ کوئی مرید جب اپنے پیر طریقت کی خدمت سے رخصت ہونے لگے۔ تو اس کو چاہیئے۔ کہ اجازت رخصت طلب کرنے سے پیشتر تمام یاران سے مل کر مصافحہ و معانقہ کرے۔ اور پھر پیر کی خدمت میں حاضر ہو کر با ادب با احترام اجازت طلب کرے۔ اگر اجازت رخصت مل جاوے۔ تو پھر اوروں سے مصافحہ نہ کرے۔ اور بدوں اجازت رخصت پیر کی خدمت سے غیر حاضر نہ ہووے۔ الغرض پیر کے احکام و ارشادات کی سر مو نافرمانی نہ کرے۔ اگر چہ کوئی حکم بظاہر اس کی منشاء مرضی معلوم ہو۔ حضرت خواجہ خواجگان شاہ نقشبند بخاری کی خدمت میں ایک درویش موجود تھا۔ آپ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے اس کو کھانا کھانے کے

لئے حکم دیا، تو اس درویش نے عرض کیا۔ کہ اس کا نفلی روزہ ہے۔ آپ نے پھر فرمایا، کھانا کھالو۔ تیرا ثواب ضائع نہ ہوگا۔ مگر اس نے پھر بھی انکار کیا۔ حضور نے پھر فرمایا کہ کھانا کھالو۔ ایک ماہ کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ مگر اس نے پھر بھی انکار کیا۔ تو آپ نے فرمایا، مردود ہے۔ بس پھر کیا تھا۔ اس بیچارے کا تمام حال خراب ہو گیا۔ یہ تعلق اور رشتہ خواجگی اور بندگی کا ہے۔ نازک رشتہ ہے۔ مرید کو ہر حال میں اطاعت خدمت تابعداری عزت و تکریم شیخ خود لازم و ضروری ہے۔

اب وہ ارشاد پاک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کیا جاتا ہے۔ جو حضور نے اپنے غلاموں کی طرف آداب مریداں کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ اس راستہ کے رہرو دو قسم کے ہوتے ہیں۔ مرید یا مراد۔ اگر مراد ہیں۔ تو طوبیٰ لہم۔ جاذب اور محبت کے ذریعہ ان کو کشاں کشاں لے جاتے ہیں۔ اور اعلیٰ مطلب تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور ہر ادب کہ جس کی ضرورت ہو۔ بتوسط یا بلا توسط ان کو اس کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اگر کوئی نقص ان سے ہو جاوے۔ تو بہت جلد ان کو آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ اور ان کو گرفت نہیں کی جاتی۔ اگر وہ پیر سے کوئی حاجت ظاہر کریں۔ بغیر کوشش کے ان کو وہ دولت عطا کر دی جاتی ہے۔ بالجملہ عنایت ازلی ان بزرگواروں کے حال کی کفیل ہوتی ہے۔ اور بسبب یا بلا سبب ان کے کام کے لئے کافی ہوتی ہے۔ وَاللّٰہُ یَجْتَبِیْ مَنْ یَّشَآءُ اور اگر مرید ہوں۔ تو ان کا کام بلا توسط پیر کامل و مکمل دشوار ہے۔ ایسا پیر چاہیئے۔ جو جاذب اور سلوک کی دولت سے مالا مال ہو۔ اور فنا اور بقا کی سعادت اس کو حاصل ہو۔ اور اس کو سیر الی اللہ و سیر فی اللہ و سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الشیاء باللہ کا انصرام حاصل ہو۔ اور اگر اس کا جاذب اس کے سلوک پر مقدم ہو۔ اور مرادان کی تربیت سے پلا ہوا ہو۔ تو وہ کبریت احمر ہے اس کی کلام دوا اور اس کی نظر شفا۔ مردہ دل اس کی توجہ سے زندہ ہوتے ہیں۔ اور پژمردہ جانیں اس کی لطف سے تازہ ہوتی ہیں۔ اگر کسی کو ایسا صاحب دولت مل جاوے۔ تو وہ غنیمت جانے۔ اور اپنے آپ کو بکلی اس کے سپرد کر دے۔ اور اپنی سعادت اسی کی رضا میں جانے۔ اور اس کی ناراضگی کو اپنی شقاوت اور بدبختی جانے۔ الغرض اپنی خواہش اور ارادے کو اس کی رضا و ارادے کے تابع کر دے۔ اور حدیث شریف میں ہے۔ لن یؤمن احد کم حتی یکون احب الی۔ ۔ ۔ تم میں سے کوئی شخص صاحب ایمان نہ ہوگا۔ جب مجھے اپنے باپ، اولاد اور مال الغرض تمام دنیا سے محبت نہ کرے۔

آداب صحبت کی رعایت اور شرائط کی مراعات نہایت ضروری ہے۔ تاکہ فائدہ اور استفادہ کا راستہ کھل جائے بعض آداب و شرائط ضروریہ بیان کئے جاتے ہیں۔ گوش ہوش سے سننے چاہئیں۔

١۔ مرید کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے دل کا رخ تمام اطراف سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے۔

٢۔ بدون اجازت پیر نوافل و اذکار میں مشغول نہ ہووے۔ (٣) پیر کے حضور میں کسی ط[illegible] نہ دیکھے۔ اور پیر کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے۔ حتیٰ کہ ذکر میں بھی مشغول نہ ہووے۔ ٤۔ اگر حکم بجا لاوے۔ اور پیر کی حضوری میں سوائے نماز فرض و سنت کے کچھ ادا نہ کرے

فرماتے ہیں۔ کہ ایک وزیر بادشاہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور وزیر اپنے جامہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور اس گھنڈیوں کو اپنے ہاتھ سے درست کر رہا تھا۔ کہ اچانک بادشاہ کی نظر وزیر کے اس فعل پر پڑی۔ بادشاہ نے وزیر کو جھڑکا۔ کہ ہم یہ بات

نہیں دیکھ سکتے: کہ تو ہماری حاضری میں دوسری طرف متوجہ ہو۔ فرماتے ہیں۔ کہ غور کرنا چاہیئے۔ کہ جب دنیاوی مرتبہ کے لئے لفظی آداب کی ضرورت ہے۔ تو خداوند کریم کے ساتھ واصل ہونے کے لئے بوجہ تمام وکمال ایسے آداب کی رعایت لازم ہے۔

(۵) پیر کسی ایسی جگہ کھڑا نہ ہووے۔ کہ اس کا سایہ پیر کے لباس پہ یا پیر کے سایہ پہ پڑے۔

(۶) اور پیر کے مصلّے پہ قدم نہ رکھے اور اس کی وضو کرنے والی جگہ میں طہارت نہ کرے اور برتن خاصہ کو استعمال نہ کرے۔ اور پیر کی حضوری میں نہ پانی پیئے نہ کچھ کھائے۔ نہ کسی سے کلام کرے۔ بلکہ کسی کی طرف متوجہ نہ ہووے۔ اور پیر کی غیر حاضری میں بھی اس جگہ جہاں پیر طریقت تشریف فرماتھے۔ اپنے پاؤں لمبے نہ کرے۔ اور اپنے دہن سے تھوک نہ پھینکے۔ اور جو کچھ پیر سے ظاہر ہو۔ اس کو عین صواب اور بہتری جانے۔ چاہے وہ بظاہر بہتر نہ بھی معلوم ہو۔ کیونکہ وہ جو کچھ کرتا ہے۔ الہام سے کرتا ہے۔ اور حکم سے کرتا ہے۔ اس تقدیر پہ اعتراض کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ اگر بعض صورتوں میں اس کو الہام میں غلطی لگ جائے! الہامی غلطی اختیاری غلطی کے رنگ میں ہوتی ہے۔ اس لئے ملامت اور اعتراض اس پہ جائز نہیں ہے۔

۷۔ جب مرید کو پیر خود سے محبت حاصل ہو جائے۔ تو محبت کی نظر میں جو کچھ اس کے محبوب سے ظاہر ہو۔ محبوب ہوتا ہے۔ اس لئے اعتراض کی مجال نہیں ہے۔

۸۔ اور تمام امور کلی وجزوی میں اپنے پیر کی پیروی کرے۔ کھانے پینے۔ لباس پہنے۔ سونے میں اور نماز اسی طریقہ سے ادا کی جاوے۔ جس طرح پیر ادا کرتا ہے۔ اور رفقہ پیر کے اعمال سے اخذ کرے۔ شعر۔

ای راکہ سرائے زندگا دلیست فارغ است ؛ از باغ و بوستاں و تماشائے لالہ زار

۹۔ اور کوئی اعتراض پیر کی حرکات وسکنات کی نسبت نہ کرے۔ اگرچہ وہ اعتراض ذرہ برابر ہی ہو۔ کیونکہ اعتراض سے سوائے حرمان کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ اور اس گروہ عالی کی ذات میں عیب نبیوں سے بڑھ کر تمام خلائق میں کوئی بدبخت نہیں ہے۔ خداوند کریم ایسی بلائے عظیم سے نجات عطا کرے۔

۱۰۔ اور خرق عادت اور کرامت کا مطالبہ پیر خود سے نہ کرے۔ چاہے وہ رفع وسواس کے لئے ہی ہوں۔ کسی مومن کی نسبت تم نے سنا ہے۔ کہ اس نے اپنے پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہے معجزہ کرنے والے کافر اور منکر ہوتے ہیں۔

معجزات از بہر قہر دشمن است ؛ بوئے جنسیت پئے دل بردن است ؛ موجب ایمان نباشد معجزات ؛ بوئے جنسیت کند جذب صفات

۱۱۔ اگر کوئی شبہ دل میں پیدا ہو۔ تو فوراً پیر کی خدمت میں عرض کر دیوے۔ اور اگر وہ شبہ حل نہ ہووے۔ اپنی تقصیر سمجھے۔ کوئی نقص پیر کی ذات کی طرف عائد نہ کرے۔

۱۲۔ اور جو واقعہ ظاہر ہو۔ اس کو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے۔ اور اس کی تعبیر ان سے دریافت کرے۔ اور جو تعبیر مرید پہ خود بخود ظاہر ہووے۔ وہ بھی پیر کی خدمت میں عرض کر دے۔ اور صواب اور خطا اسی کی ذات سے تلاش کرے۔ اور اپنے کشف پر ہرگز اعتبار نہ کرے۔ کہ امور دنیا میں حق باطل سے اور صواب خطا سے ملا ہوا ہے۔

۱۳۔ اور بلا ضرورت اور بلا اذن پیر کی خدمت سے جدا نہ ہووے۔ کیونکہ اس کے بغیر کسی اور کو اس پہ اختیار کرنا ارادت کے منافی ہے۔

۱۴۔ اور اپنی آواز کو اس کی آواز سے بلند نہ کرے اور پیر سے بلند آواز میں گفتگو نہ کرے۔ کہ خلاف ادب ہے۔

۱۵۔ اور ہر فیض اور فتوح جو مرید کو حاصل ہو۔ اس کو اپنے پیر ہی کے توسط سے تصور کرے۔ اور درحقیقت اس کو فیض کسی اور مشائخ سے پہنچا ہو۔ اس کو بھی پیر خود ہی کی طرف سے جانے۔ چونکہ پیر جامع کمالات و فیض ہے۔ اس لئے فیض خاص مناسب استعداد خاص مرید اس کو شیخ کمال سے افاضہ کی صورت میں ملا ہے۔ اور خاص لطیفہ کو دوسرے شیخ سے خیال کیا ہے۔ یہ غلطی عظیم ہے۔ خداوند کریم قدم کے اس تزلزل سے محفوظ رکھے اور بحرمت سید البشر صلعم اپنے پیر کی محبت اور اعتقاد پر مستقیم رکھے۔

۱۶۔ طریقت کلہ ادب ہے۔ اور کوئی بے ادب خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر مرید کسی ادب کی ادائیگی میں اپنے آپ کو مقصر خیال کرے اور کما حقہ اس کو بجا نہ لا سکے۔ اور اگر کوشش اور سعی سے بھی اس کی ادائیگی میں کامیاب نہ ہو سکے۔ وہ قابل معافی ہے۔ مگر تقصیر خود سے اعتراف ناچار کرنا پڑتا ہے۔ اور اگر معاذ اللہ آداب کو بھی بجا نہ لاوے۔ اور اپنے آپ کو تقصیروار نہ جانے۔ تو ان بزرگواروں کی برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔ شعر

ہر کرا روئے بہ بہبود نداشت ؛ دیدن روئے نبی سود نداشت

یعنی جس کا روئے بہبودی کی طرف نہ ہو۔ تو نبی مکرم صلعم کا روئے مبارک دیکھنے سے اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

۱۷۔ جب تک مرید پیر شد کی توجہ سے فنا و بقا کے مقام تک نہ پہنچ جاوے اور بالہام اور فراست کا راستہ اس پر ظاہر نہ ہو۔ اور پیران کو مسلم نہ جانے اور مرید کے ان مقامات کی نسبت گواہی نہ دیوے۔ مرید کے لئے لازم ہے۔ کہ مرموپیر کے حکم کے خلاف نہ کرے۔

۱۸۔ پیر طریقت مانند کہربا ہوتا ہے۔ شعر۔ کہربا دار ند چوں پیدا کنند ؛ کاہ ہستی ترا شیدا کنند
کہربا خویش چوں پنہاں کنند ؛ زود تسلیم ترا طغیاں کنند

جن کو اس سے نسبت ہوتی ہے۔ وہ مانند خس و خاشاک اس کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ اور کھچے چلے آتے ہیں۔ اور اپنا نصیب اسی سے ادا کرتے ہیں۔ خوارق و کرامات مریدوں کے جذب کے لئے نہیں ہیں۔ مریدان معنوی نسبت سے ہی جذب ہو جاتے ہیں۔ اور جو کوئی ان بزرگواران سے معنوی نسبت نہیں رکھتا۔ ان کی کمالات کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے۔ خواہ ہزار معجزہ و خوارق و کرامات دیکھے۔ ابوجہل اور ابولہب اس حقیقت کے گواہ ہیں۔

۱۹۔ حقوق پیر تمام حقوق سے فوقیت رکھتے ہیں۔ پیر حقیقی تمام مریدوں کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ظاہری پیدائش اگرچہ والدین سے ہے۔ مگر ولادت باطنی معنوی پیر سے مخصوص ہے۔ ولادت صوری یعنی ظاہری زندگی چند روزہ ہے۔ اور ولادت ابدی ہے۔ پیر کی ذات ہے۔ جو مرید کی معنوی نجاستوں کو اپنے قلب اور روح سے پاک اور طاہر کرتا ہے۔ اور پیر کی توجہ سے نجاسات باطنہ مرید کی تطہیر ہوتی ہے۔

۲۰۔ وہ ذات پیر ہی ہے۔ جس کے توسل سے خدا تک رسائی ہوتی ہے۔ جو تمام سوالات دنیاوی و آخروی سے فوقیت رکھتی ہے۔

۲۱۔ پیر ہی کی ذات پاک کے وسیلہ سے نفس امارہ کہ بالذات خبیث ہے۔ ضر کی اندر مظہر ہو جاتا ہے۔ اور رامارگی سے اطمینان میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یعنی نفس امارہ سے نفس مطمئنہ کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور کفر جعلی سے حقیقی اسلام کی طرف پہنچ جاتا ہے۔

۲۲۔ پس مرید اپنی سعادت قبولیت پیر جانے اور اپنی بدبختی اس کے رد میں جانے۔

۲۳۔ خدا کی رضا پیر کی رضا کے پردہ کے پیچھے پنہاں ہے۔ جب تک کہ مرید اپنی مرضی کو پیر کی مرضی میں گم نہ کرے، خدا کی رضا تک نہیں پہنچتا۔ مرید کی مصیبت پیر کے آزار میں ہے۔ جو کوئی ذلت بھی ہو۔ اس کا علاج ممکن ہے۔ مگر پیر کو آزار دینے کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا۔ پیر کو دکھ دینا مرید کے لئے بدبختی کی جڑ ہے۔ خدا اس سے بچائے۔ پیر کو آزار دینے سے اعتقاد میں خلل اور ایمان میں فتور آ جاتا ہے۔ اور حال باطن بالکل خراب ہو جاتا ہے۔ اور اگر باوجود آزار پیر کے کچھ اثر اور حال باقی رہے۔ اس کو استدراج جانے۔ جو آخر خرابی تک پہنچے گا۔ اور سوائے نقصان کے کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

آداب مرید بہ تعلق دیگر مریداں (یاراں طریقت)

۱۔ ہر مرید کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ اپنے یاراں طریقت یعنی پیر بھائیوں کے ساتھ محبت کرے۔ میں اس وقت آپ کے روبرو پیر بھائی (یار طریقت) کی کل صفات و شرائط کی شرح و ضبط سے بحث کرنے کے لئے طیار نہیں ہوں۔ اس موضوع یعنی پیر بھائی کے عنوان سے ہمارے قبلہ و کعبہ عالیجناب قطب زماں غوث دوراں قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین امام العاشقین عمدۃ الواصلین جگر گوشہ سید المرسلین سیدنا و مرشدنا حضرت حافظ حاجی صوفی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری دامت برکاتہم نے ہماری رہنمائی اور ہدایت کے لئے تحریر فرمایا ہوا ہے جس پر عمل کرنے سے آپ سعادت دارین حاصل کر سکتے ہیں۔ صرف اس قدر عرض کرنے پر اکتفا کروں گا۔ کہ پیر بھائی (یار طریق) وہ ہوتے ہیں۔ جو ایک ہی پیر کامل کے ہاتھ پر سابقہ گناہوں سے توبہ کر کے روحانی سلسلہ میں داخل ہو کر اپنے پیر کو آئینہ کمالات حضور رسول مقبول صلعم سمجھتے ہیں۔ اور اس کی غلامی کے سلسلہ میں منسلک ہوتے ہیں۔ پیر بھائی جملہ مریدان اپنے روحانی باپ یعنی پیر کامل کے روحانی پسران ہوتے ہیں۔ اس لئے بوجہ فرزندان روحانی ہوتے ہیں۔ اور انما المومنون اخوۃ کی صحیح تعریف میں آتے ہیں۔ اس لئے ان کو اپنے رشتہ اخوت کی وجہ سے ایک دوسرے کی مدد خدمت اور اطاعت کرنی فرض ہوتی ہے۔ حضرت باباجی صاحب شاہی نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے جس نے میرے ساتھ محبت کرنی ہو۔ وہ میرے یاراں سے محبت کرے۔ جو میری مہربانی چاہتا ہے۔ وہ پیر بھائیوں کی خدمت کرے اور ان سے محبت کرے۔

۲۔ تمام مریدان پیر کامل، مردان راہ سلوک ہوتے ہیں۔ تمام سفر ایک ہی منزل مقصود کو جانے والے ہوتے ہیں۔ تمام کاروان ایک ساتھ راستے، اس لئے بھی آپس میں محبت کرنی لازمی۔ ہمراہوں سے رنجیدہ یا ملول ہونا مناسب نہیں ہے۔ شعر

ملول از ہمرہاں بودن طریق کارروانی نیست ⁂ بکش دشواری منزل بہ یاد عہد آسانی

مکتوب نمبر ۳۶

دفتر دوئم مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امامت کی بحث اور مذہب اہل سنت وجماعت کی حقیقت اور مخالفوں کے مذہب اور اس بیان میں کہ اہل سنت وجماعت افراط تفریط کے درمیان جن کو رافضیوں اور خارجیوں نے اختیار کیا ہے۔ متوسط اور اعتدال پر ہیں۔ اور اہل بیت کی تعریف میں۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ماہ جون ۱۹۵۶ء

اس بحث میں دو مقام ہیں۔ جن میں اہل سنت اور مخالفوں کے درمیان بڑا اختلاف ہے۔ مقام اوّل یہ ہے۔ کہ اہل سنت وجماعت خلفاء اربعہ کی حقیقت کے قائل ہیں اور چاروں کو برحق خلیفے جانتے ہیں۔ کیونکہ حدیث صحیح میں جن میں مغیبات یعنے امور غائبانہ کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ آیا ہے۔ کہ الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ۔ خلافت میرے بعد تیس ۳۰ برس تک ہے اور یہ مدت حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر تمام ہوتی ہے۔ پس اس حدیث شریف کے مصداق چاروں خلیفے ہیں۔ اور خلافت کی ترتیب برحق ہے۔ اور مخالف لوگ خلفائے ثلاثہ کی خلافت کی حقیقت کا انکار کرتے ہیں۔ اور اُن کی خلافت کو تعصب اور تغلب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی کو امام برحق نہیں جانتے اور اس بیعت کو جو حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلفاء ثلاثہ کے ہاتھ پر واقعہ ہوئی تھی۔ تقیہ پر خیال کرتے ہیں۔ اور اصحاب کرام کے درمیان منافقانہ صحبت خیال کرتے ہیں۔ اور مدارات میں ایک دوسرے کو مکار تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے زعم میں حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موافق لوگ ان کے مخالفوں سے تقیہ طور پر منافقانہ صحبت رکھتے تھے۔ اور اور جو کچھ اُن کے دلوں میں ہوتا تھا۔ اسکے برخلاف اپنی زبان پر ظاہر کرتے تھے اور مخالف بھی چونکہ اُن کے زعم میں حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور آپ کے دوستوں کے دشمن تھے۔ اس لئے اُن کے ساتھ منافقانہ محبت کرتے تھے۔ دشمنی دوستی کے لباس میں ظاہر کرتے تھے پس اُنکے خیال میں پیغمبر علیہ السلام کے تمام اصحاب منافق اور مکار تھے جو اُن کے باطن میں ہوتا تھا۔ اُس کے برخلاف ظاہر تھے۔ پس چاہیئے کہ اُن کے نزدیک امت میں سے بدترین اصحاب کرام اور تمام صحبوں میں سے بدتر صحبت حضرت خیر البشر علیہ السلام ہوئے ہیں۔ اور تمام قرنوں میں سے بُرا اصحاب کرام کا قرن ہو۔ جو نفاق و عداوت بغض اور کینہ سے پُر تھا۔ حالانکہ حق تعالیٰ اپنے کلام مجید میں ان کو رحماء بینھم فرماتا ہے۔ آعاذنا اللہ سبحانہ عن معتقدات القوم السوء۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان کے بُرے عقائد سے بچائے یہ لوگ جب اس امت کے سابقین کو اس قسم سے اخلاق ذمیمہ سے موصوف کرتے ہیں۔ تو لواحقین میں کیا خیرات پائیں گے۔ ان لوگ شاید ان آیات قرآنی اور احادیث نبوی کو جو حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی فضیلت اور اصحاب کرام کی افضیلت کے بارہ میں وارد ہیں۔ نہیں دیکھا۔ یا دیکھا ہے۔ تو ان کے ساتھ ایمان نہیں رکھتے۔ قرآن وحدیث اصحاب

کی تبلیغ سے ہم تک پہنچا ہے۔ نیز ملعون ہو گا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

ان لوگوں کا مقصود دین کا ابطال اور شریعت غرّا کا انکار ہے۔ ظاہر میں اہل بیت رسول علیہ السلام کی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر حقیقت میں رسول علیہ السلام کی شریعت غرّا کا انکار کرتے ہیں۔ کاش کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ اور ان کے دوستوں کو مسلم رکھتے۔ اور تقیہ کے ساتھ اہل مکر اور نفاق کی تشریف ہے منصف نہ کرتے وہ لوگ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے دوست یا دشمن جب تیس ۳۰ سال تک ایک دوسرے کے ساتھ نفاق و مکر اور فریب کے ساتھ زندگانی بسر کرتے رہے ہوں۔ اُن کو کیا خوبیت ہوگی۔ اور وہ کس طرح اعتماد کے لائق ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کو طعن کرتے ہیں۔ نہیں جانتے کہ ان کی طعن میں نصف احکام شرعیہ پر طعن آتا ہے۔ کیونکہ علمائے مجتہدین نے فرمایا ہے کہ احکام میں تیس ۳۰ ہزار حدیث وارد ہوتی ہے۔ تین ہزار احکام شرعیہ ان احادیث سے ثابت ہوتے ہیں۔ جن میں سے نصف احادیث حضرت ابوہریرہ رضؓ کی روایت سے ثابت ہیں۔ پس اس کا طعن نصف احکام شرعیہ کا طعن ہے۔ اور امام بخاری کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابوہریرہ کے راوی آٹھ سو صحابہ کرام و تابعین سے زیادہ ہیں۔ جن میں سے ایک ابن عباس ہے۔ اور ابن عمر بھی اسی سے روایت کرتا ہے۔

اور جویریہ بن عبداللہ اور انس بن مالک بھی اسی کے راویوں میں سے ہیں اور وہ حدیث جو حضرت ابوہریرہ کے طعن میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ وہ جھوٹی حدیث ہے۔ جیسے کہ علمائے نے اس کی تحقیق کی ہے۔ اور وہ حدیث جس میں آنحضرت علیہ السلام نے ابوہریرہ رضؓ کے حق میں فہم کے لئے دعا کی ہے علماء میں مشہور و معروف تھے۔

قال ابوہریرہ حضرت مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من یبسط منکم رداءہ حتی افیض فیہ مقالتی فیضمہا الیہ ثم لا ینسا ہا فبسطت بردۃ کانت علی فاضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقالتہ فضممتہا الی صدری فما نسیت بعد ذالک شیئا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم میں سے کوئی اپنی چادر بچھائے۔ تاکہ میں اس میں اپنی کلام گرا دوں۔ اور پھر وہ اس کو اپنے بدن سے لگائے۔ تو اس کو کوئی چیز نہ بھولے گی۔ پس میں نے اپنی چادر کو بچھا دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کلام اس میں گرا دی اور میں نے چادر کو اٹھا کر اپنے سینہ سے لگا دیا۔ اس کے بعد مجھے کچھ نہ بھولا۔

پس صرف اپنے ظن ہی سے دین کے ایک بزرگ کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کا دشمن جاننا اور اس کے حق میں سب طعن و لعن جائز رکھنا انصاف سے دور ہے۔ یہ سب افراط محبت کی باتیں ہیں۔ جس سے ایمان کے دور ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

اگر بالفرض حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں تقیہ جائز بھی سمجھا جائے۔ تو حضرت امیر رضی کے ان اقوال میں کہیں گے جو بطریق تواتر شیخین کی افضلیت میں منقول ہیں۔ اور ایسے ہی حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ کے ان کلمات قدسیہ میں کیا جواب دیں گے جو ان کی خلافت اور مملکت کے وقت خلفائے ثلاثہ کی خلافت کے حق ہونے میں صادر ہوئے ہیں۔ کیونکہ تقیہ اسی

(باقی صـ۳۱ پر)

مقامات مشکل کشائے بلاگردان خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاری رحمتہ اللہ

(۱) شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ کہ ایک دن علی الصبح حضور خواجہ صاحب غدیوت کی طرف سے بخارا کو جاتے تھے۔ اور بندہ اور زاہد درویش محمدؐ زاہد ہمرکابی کی سعادت سے مشرف تھے۔ جب دن نکلا شہر بخارا میں تشریف فرما ہوئے اور برادرم محمدؐ در آہنین رونق افروز ہوئے حضور نے اس کو فرمایا۔ بازار ہمارے لئے کھانا لاؤ۔ مگر فلاں دوکان سے نہ لانا۔ اخی محمد جب کھانا لایا۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ میں نے نہ کہا تھا۔ کہ فلاں دوکان سے کھانا نہ لانا۔ تم نے سستی سے کام لیا اور دوسری دکان سے کھانا لے آیا ہے۔ حاضرین نے دریافت کیا تو ان کو معلوم ہوا۔ کہ اس دکان کا عدلی تمغا کا رہنے والا ہے اس لئے اس دکان کو شرف حاصل تھا۔

(۲) ایک درویش نے ایک کہانی بیان کی ہے۔ کہ ایک ان حضور خواجہ صاحب نے مجھے فرمایا۔ کہ ہم فلاں طرف جا رہے ہیں۔ اور پندرہ روز کی مدت کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ واپس آئیں گے۔ جب وہ مدت گذر گئی۔ اور خواجہ صاحب تشریف فرما ہوئے۔ میں ان کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس پیر (سوموار) کی صبح کو آپ پر کیا حالت طاری ہوئی تھی۔ میں حیرت زدہ ہو کر رونے لگا۔ ازاں بعد حضور خواجہ صاحب نے جو میرے دل میں گذرا تھا۔ بیان فرمایا۔ کہ ایسے حضور اسے اکثر واقع ہو جایا کرتے ہیں۔ مگر حضور نے صاف گذرتا فی الحقیقت شکست نفس ہے۔ جیسا کہ اس وقت آپ پڑھ ازاں پس نے مجھ معاف کر دیا۔ اور مجھ لطف فرمایا۔

۳۔ حضرت نجم الدین دادرک کو فینی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا۔ کہ ایک دن ہنگام حضور خواجہ صاحب رحمتہ اللہ ترشی میں رونق افروز تھے۔ اور میں بخارا میں تھا۔ کہ اچانک حضور خواجہ صاحب کی آواز میری کان میں پڑی۔ کہ مجھے طلب کیا جا رہا ہے۔ میں بیقرار ہوا۔ اور ٹھہر نہ سکتا تھا۔ اسی وقت بخارا سے نصف کو روانہ ہو گیا۔ دوسرے دن نماز ظہر کا وقت تھا۔ کہ ترشی میں پہنچ گئے۔ اور حضور خواجہ صاحب کی خدمت اور محبت میں بہت جلد حاضر ہوئے ترشی کے درویشوں کی ایک جماعت حاضر خدمت تھی۔ جنہوں نے اس کے بعد کہا کہ حضور خواجہ صاحب نے کل فرمایا تھا۔ کہ ہمارا ایک درویش بنام نجم الدین دادرک بخارا میں ہے۔ اس کو طلب کرنا ہے۔ کہ کل نماز ظہر کے وقت وہ آجائے۔ (چنانچہ وہ آگیا)

۴:۔ حضور بہاؤالحق والدین رحمتہ اللہ علیہ نے امیر برہان الدین رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی جو حضرت خواجہ سید امیر کلاں رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند کبیر تھے۔ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ حضور خواجہ بہاؤالحق الدین قدس سرہٗ سوخار میں ہمارے مکان پر تشریف فرما تھے

میں نے حضور کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ کہ مجھے مولانا عارفؒ کی ملاقات کا اشتیاق ہے۔ مگر وہ نسف میں ہیں۔ حضور توجہ فرمائیں۔ کہ مولانا جلد تر تشریف فرما ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ مولانا کو جلد ہی طلب کر لیتے ہیں۔ حضور خواجہ صاحب خانقاہ کی چھت پر ہمراہ امیر برہان تشریف فرما ہوں۔ اور تین بار فرمایا۔ مولانا عارف نے ہماری آواز سن لی ہے۔ اور اس طرف آرہے ہیں۔ امیر برہان الدین نے فرمایا۔ جب مولانا عارف نسف سے بخارا اور بخارا سے سوفارہ آئے۔ مولانا صاحب سے سوال کیا گیا۔ اور حضور خواجہ صاحب کے طلب کرنے کا قصہ بیان کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ فلاں روز میں اپنے کے درمیان بیٹھا تھا۔ کہ حضور خواجہ صاحب کی آواز میرے کان میں پڑی۔ کہ مجھے طلب فرمایا گیا ہے۔ بہت جلد حضرت امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ نے مدینہ منورہ میں عین نسف سے بخارا شریف کو روانہ ہوگیا۔

(۵) حضرت خواجہ علاؤ الحق والدین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ ایک شام حضور خواجہ علیہ الرحمتہ ایک درویش عطا کے چھت پر اپنے درویشوں جماعت کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ اور اس مکان کے امیر شہر کا قصر عالی تھا۔ جو اسی شام اس محل کی چھت پر تھا۔ اور قوالوں ایک جماعت اس امیر کی خدمت میں موجود تھی۔ اور دوسری جماعت رقص میں مشغول تھی۔ اور وہ گروہ شور و شغب اور کر رہے لگا رہے ہے۔ حضور خواجہ صاحب نے یہ سن کر فرمایا۔ کہ یہ جو کچھ ان کا حال ہو رہا۔ محض ملاہی ہے۔ اور اس کا سننا شروع نہیں ہے۔ اس لئے سننا نہ چاہیے۔ تدبیر یہ ہے کہ کانوں میں روئی ڈال دیں۔ تاکہ پھر یہ آواز نہ سنیں۔ جس وقت حضور خواجہ صاحب نے یہ فرمایا۔ اس کے بعد کوئی آواز نہ سنی۔ اور تمام کا احوال متحیر ہوگیا۔ جب صبح ہوئی۔ وہ گروہ جو درویش عطا کے گھر کا ہمسایہ میں موجود تھا۔ اور حضور خواجہ صاحب نے درویشاں کا طریقہ ان کو معلوم ہوا۔ کہ حضور خواجہ صاحب خلقت کو ملاہی اور سماع سے بقدر قوت خود منع فرماتے ہیں۔ درویشوں سے پوچھا۔ کہ تم نے رات کس طرح گذاری قوالاں اندیشہ ہے اندیشہ سے اور اس جماعت غلبہ سے جو رقص کرتے تھے۔ خواجہ صاحب کے درویشوں نے جواب دیا کہ ہم نے حضور خواجہ صاحب کی عنایت سے کچھ بھی نہ سنا۔ اور تمام قصہ بشرح بیان کیا۔ اس جماعت نے نہایت تعجب کیا۔ اور اس کا ظہور حضور خواجہ صاحب ولایت کے ظہور کا سبب ہوا۔

(۶) حضرت خواجہ علاؤ الحق والدین نور اللہ مرقدہ نے حکایت بیان فرمائی ہے کہ ایک دن حضور خواجہ صاحب طوس میں تشریف فرما تھے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ معشوق طوسی کی زیارت کو جاتے۔ درویشوں کی جماعت بھی ہمرکاب تھی۔ خواجہ صاحب جب مزار معشوق پر پہنچے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ معشوق طوسی السلام علیکم۔ خوش ہو۔ جواب میں مزار معشوق طوسی سے (علیکم السلام) خوش ہیں۔ اسی جماعت میں ایک منکر جماعت خواجگان تھا۔ یہ سات دیکھ کر اس کا حال بالکل متغیر ہوگیا۔ اور بڑا مضطرب ہوا۔ اور اس کا انکار۔ اقرار سے تبدیل ہوگیا۔

(باقی پھر)

آستانہ عالیہ علی پور شریف میں اعلیٰ حضرت امیر الملت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کا

سالانہ ختم شریف

خدا تعالیٰ اپنے مقبولان اور برگزیدگان کو ایسی ابدی اور مقبول زندگی عطا کرتا ہے۔ جس کی مثال دنیا والوں میں نہیں ملتی۔ اور نہ ہی اہل دنیا ان مقبولان بارگاہ ایزدی کے حالات اور مدارج کو سمجھ سکتے ہیں۔ کار درویشی ورائے فہم نسب کا معاملہ ہوتا ہے۔ ان کو روز الست سے مبدأ فیاض سے ایسی نورانیت اور قبولیت اور سعادت عطا ہوتی ہے۔ کہ اہل دنیا کسی حالت میں بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وہ ہر گز جاذبیت ہوتے ہیں۔ سعید روحیں از خود ان کی طرف کھچی چلی آتی ہیں۔ ان کو کسی کی امداد کی ضرورت نہیں ہوتی ان کو تائید اور امداد غیبی حاصل ہوتی ہے۔ اور ان کو غیر سرکی فوج کی امداد حاصل ہوتی ہے۔ ان کو دونو جہانوں میں عزت اور برتری حاصل ہوتی ہے۔ ان کو ابدی حیات طیبہ (منجملہ حیات طیبہ) حاصل ہوتی ہے۔ وہ کشتگان خنجر تسلیم ہوتے ہیں۔ اور ہر زبان ان کو غیب سے دوسری زندگی عطا ہوتی ہے۔ وہ شہید جہاد اکبر ہوتے ہیں۔ اگر بحکم قرآن پاک شہداء جہاد اصغر کو ابدی زندگی عطا ہوتی ہے اور ان کو وہ کہنے یا ان کی محنت کا گمان کرنے کا بھی حکم نہیں ہے۔ آیات شریف ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاءٌ ولکن لا تشعرون تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموٰتا بل احیاءٌ عند ربھم۔

تو کشتگان خنجر تسلیم۔ جو شہید اے جہاد اکبر (کیونکہ سرکار دو عالم نے تمام عرب کے فتح ہونے اور مشرکین سے پاک ہونے کے بعد فرمایا۔ خدمت اجعنا عن الجہاد اصغر الی الجہاد الذکی شہید خنجر اعدا تو ایک بار شہید ہو گیا۔ مگر نفس امارہ کے حلم کے خلاف احکام ربانی کی تعمیل۔ راتوں کو جاگنا۔ نرم بستروں کو چھوڑنا۔ احکام ربانی کے مقابلہ میں تمام خیالات اور نیتوں کا ترک کرنا فی الواقعہ جہاد اکبر ہے۔ اور اس واسطے کشتگان خنجر تسلیم کا درجہ بہت بلند ہے وہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور اعلائے کلمۃ حق (بلند) کرنے والے ہوئے۔ جابر سے جابر حاکم۔ ظالم سے ظالم فرمانبردار ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ وہ خدا کے اور خدا ان کا ہوتا ہے۔ جو خدا کا ہو۔ اس کو کون اذیت دے سکتا ہے۔ ان محبوباں اور مقبولان الٰہی کے مدارج اور اوصاف کون بیان کر سکتا ہے۔

میری سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ بھی ایک ایسی مقبول اور برگزیدہ پاک ہستی تھی۔ کہ جن کا فی زمانہ نظیر نظر نہیں آتا۔ ان کا سالانہ ختم شریف مجلس زیر صدارت عالی جناب حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ پیر سید انور حسین شاہ

فرزند ثانی اعلیٰ حضرت سراج الملت مولینا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف ۳۰/۳۱ اگست کی شب کو مسجد نور میں منعقد ہوئی۔ قرآن شریف کی تلاوت کے بعد نعت خوانی ہوئی۔ اور اس کے بعد حضرت مولینا الحاج حافظ صاحب مولوی محمد عبد الرشید صاحب صدر مدرس بہجت العلوم نقشبندیہ آستانہ عالیہ علی پور شریف نے اولیا اللہ کے مدارج بالخصوص سرکار علی پوری کے پاک زندگی اور حالات اور مجاہدات اور کارنامے اور اولیا اللہ کی صفات مندرجہ ذیل آیات شریف۔ الا ان اولیا اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ الذین امنوا وکانو یتقون لھم البشریٰ فی الحیات الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ وھو الفوز العظیم۔

مولینا صاحب نے نہایت ہی شرح اور بسط سے نہایت ہی معقول اور منقول الامل قاطع اور وہاں ساطع سے اولیا اللہ کی کے اوصاف ستودہ اور صفات حمیدہ بیان فرما کر اور اعلیٰ حضرت سرکار علی پوری کے بے لوث اور پاک زندگی۔ اشاعت اسلام۔ محبت اسلام۔ اور درد اہل اسلام۔ اور دوسرے جرأت اور دلیری اور حکومت سے بے خوف زندگی بسر کرنا۔ جابر اور ظالم حکمرانوں کے سامنے بے خوف حق گوئی (اعلا کلمہ حسن) بذبیہ شریف کا جابر امیر کا واقعہ۔ ابن سعود کی دعوت باٹنے سے انکار کرنا۔ مدینہ منورہ میں علیحدہ جماعت کرانا۔ حیدرآباد دکن میں پردہ مستورات کی نسبت نظام کی موجودگی بھی ان کی مخالف کرنا۔ شاردا ایکٹ مخالفت میں سینہ سپر ہونا۔ ہر جگہ تمام بدمذہبوں کے مقابلہ میں وعظ نصائح کی مجلس قائم کرنا وغیرہ وغیرہ۔ مفصل بیان فرمائے۔ مولانا صاحب کو خدا زندگی طویل کرے۔ اور ان کے علم وفضل میں مزید ترقی کرے۔ نیز انہوں نے فرما۔ کہ صاحب عزیمت (سرکار علی پوری) نے کبھی کسی غیر سے کوئی امداد طلب نہ کی تھی۔ اور از خود تمام سامان اور اسباب ان کی توجہ سے جمع ہو جاتے تھے۔ سرحی ملکانہ کے زمانہ کے واقعات مفصل بیان کئے۔ بعدازاں حافظ نے قرآن شریف کی تلاوت کی نعت و سلام پڑھا گیا۔ اور نہایت خشوع خضوع سے دعا کی گئی۔ اعلیٰ حضرت سراج الملت بوجہ بینائی کراچی میں مجبوراً تشریف فرما تھے۔ اب حیدرآباد سندھ سے ہوتے ہوئے کوئٹے تشریف لے گئے ہیں۔ اور صاحب زادہ نور حسین شاہ صاحب بوجہ ویزہ نہ ملنے سے واپس نہ آ سکے۔ اور صاحب زادہ سید اختر حسین صاحب بسلسلہ مقدمات۔ اراضیات۔ لائل پور میں تشریف رہے۔

ارتحالات: (۱) نہایت ہی دلی اندوہ اور قلق سے یہ خبر دردناک درج رسالہ کی جاتی ہے۔ کہ سرکار علی پوری کا نہایت مخلص اور مقبول غلام ملک عبد الحق بیرسٹر چند روز بیمار رہ کر انتقال فرما گئے۔ (۲) نیز دردناک خبر کو درج کی جاتی ہے۔ محترم بابو غلام حسین کوہاٹی کی دفتر پرافسر بیمار رہ کر انتقال کر گئے۔ (۳) یہ دردناک خبر درج کی جاتی ہے۔ محترم پیر شہنشاہ کوہاٹی کے والد بزرگ بھی ماہ اگست کے آخری ہفتہ میں قضا الٰہی سے فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کو اپنی رحمت مغفرت فرمائے۔ ناظرین رسالہ بھی مغفرت کیلئے دعا کریں۔

قدر ہے۔ کہ اپنی خلافت کا باطل ہونا ظاہر نہ کرے۔ لیکن خلفائے ثلاثہ کی خلافت کے حق ہونے کا اظہار کرنا اور شیخین کی افضلیت کا بیان کرنا اس تقیہ کے سوا ایک علیحدہ امر ہے۔ جو صدق و صواب کے سوا کوئی تاویل نہیں رکھتا۔ اور تقیہ کے ساتھ اس کا دور کرنا ناممکن ہے۔ نیز وہ صحیح حدیثیں حد شہرت کو پہنچ چکی ہیں۔ بلکہ متواتر المعنی ہو گئی ہیں۔ جو حضرات خلفا ثلاثہ کی حقیقت میں وارد ہوئی تھی۔ اور ان میں سے اکثر کو صفت کی بٹ رٹ دی گئی ہے۔ اس حدیث کو کیا کہیں گے۔ کیونکہ تقیہ پیغمبر علیہ السلام کے حق میں جائز نہیں۔ کیونکہ تبلیغ پیغمبروں پر لازم ہے۔ نیز وہ آیات قرآنی جو اس بارہ میں نازل ہوئی ہیں۔ ان میں تقیہ متصور نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو انصاف دے۔

حج شریف

گورنمنٹ عالیہ پاکستان کی توجہ نہایت ادب سے اس امر کی طرف مبذول کی جاتی ہے۔ کہ موجودہ مکانات جو برائے عازمین حج۔ حج بلڈنگ آفس کراچی میں ورحاجی کیمپ موجود ہیں۔ ان میں سے اکثروں کے نہ در ہیں۔ نہ سقف جس سے تمازت آفتاب، دھوپ، گرمی، آندھی بارش وغیرہ سے حجاج کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اور پانی وغیرہ کا بھی انتظام اچھا نہیں ہے۔ اس لئے گورنمنٹ براہ کرم فرمائے ان مہمانان خدا اور رسول علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال پر رحم فرما کر حاجی کیمپ کی مرمت اور بہتر بنائے کہ اہل اسلام اور حجاج کی دعائیں لے۔ (خدا تعالیٰ پاکستان کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ پاکستان زندہ باد

نیز گذارش ہے کہ جس وقت حجاج کو جہاز پر سوار کرنے کے لئے برآمدہ جس کے چاروں طرف جنگلا لگا ہوا ہے تیار کیا جاتا ہے کیا اچھا ہو۔ اگر عمال حکومت بجائے باری باری حجاج کے سرٹیفکیٹ دیکھنے مہر لگانے کے لئے افسران کسٹم سامان چیک کرنے کے بعد افسران بینک ڈاکٹر اور پولیس کے افسر اکٹھے یا کسی ایک جگہ پر بیٹھ کر ہر ایک حاجی صاحب کا ایک ہی وقت پاسپورٹ وغیرہ دیکھ کر اس پر دستخط یا مہر جو بھی لگا دیں۔ اور حاجی صاحبان کو اسی وقت سیدھا راستہ سے جہاز پر بھیج دیا جائے۔

اس امسال سیالکوٹ کے اکثر حجاج محترمی سید جعفر شاہ صاحب مکی نائب معلم کے پاس مقیم رہے جعفر شاہ صاحب اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہ کا نہایت مخلص اور دیرینہ غلام ہے۔ اور حضور نے اپنے وصال سے پیشتر ۱۹۵۵ء میں عرس شریف کے موقعہ پر فرمایا تھا۔ آپ نے ۱۹۴۹ء کے حج کے موقعہ پر بھی کہ آئندہ اگر میں زندہ رہا۔ تو سید جعفر شاہ کو میں اپنا معلم بناؤں گا۔ یہ تو اپنا ہے۔ اور عرس پر بھی فرمایا کہ تمام پیر بھائی سید جعفر شاہ صاحب کو مکہ شریف میں اپنا معلم مقرر کیا کریں۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ تمام حاجی صاحبان کی سید جعفر شاہ نے نہایت اچھی خدمت کی۔ اور تمام کے تمام اس کے نیک سلوک تحمل، بردباری اور خدمت کی تعریف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سید جعفر شاہ کو حجاج کی خدمات کی اور زیادہ توفیق عطا کرے۔ سید جعفر شاہ خود اور اس کے پسران

اخبار

(۱) آستانہ عالیہ علی پور شریف میں ہر طرح سے خیریت ہے۔

(۲) اعلیٰ حضرت امیر الملت والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کا سالانہ ختم شریف کی مجلس ۳۰ - ۳۱ ر اگست کی درمیانی شب کو مسجد نور میں زیر صدارت عالی جناب حضرت مولینا الحاج حافظ سید انور حسین شاہ منعقد ہوئی۔ کیونکہ بوجہ بیماری چشم اعلیٰ حضرت سراج الملت کراچی سے واپس تشریف نہ لا سکے۔ اور پیر سید نور حسین شاہ صاحب کو حیدر آباد دکن سے واپس آنے کا ویزا نہ مل سکا۔ ختم شریف کی کیفیت دوسری جگہ درج ہے۔

(۳) اعلیٰ حضرت سراج الملت حضرت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت امیر الملت کراچی سے حیدر آباد سندھ تشریف لائے اور یاران سندھ کی سرگرمی پر چند دن وہاں قیام فرمایا۔ اور آج کل حضور کوئٹہ کے یاران طریقت اور عقیدت مندان کے استدعا پر وہاں تشریف لے گئے ہیں۔ حضور کی خدمت میں جو صاحب کوئی عریضہ ارسال کرنا چاہیں وہ جناب حاجی شیخ اللہ بخش صاحب سوداگر چرم کاشی روڈ کوئٹہ کے پتہ پر ارسال کریں۔

(۴) عالی جناب حضرات صاحبزادگان پیر سید انور حسین شاہ صاحب اور پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب پیر سید اشرف حسین اور افضل حسین شاہ اور پیر سید نذر حسین شاہ صاحب آستانہ عالیہ میں بخیریت موجود ہیں۔

(۵) جناب محترم مولنا الحاج پیر اختر حسین شاہ صاحب نے لائل پور سے واپسی آستانہ عالیہ میں تشریف لے آئے ہیں۔

(۶) عالی جناب حضرت مولنا الحاج صاحبزادہ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب امسال پھر برائے زیارت حرمین الشریفین اور حج شریف مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ شریف لے گئے ہوئے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد مراجعت فرمائے آستانہ عالیہ ہونگے۔

(۷) حضرت صاحبزادہ پیر سید اولاد حسین شاہ صاحب اور پیر سید احمد حسین شاہ صاحب بھی بخیریت تمام ہیں۔

(۸) امسال بارش کی وجہ سے ضلع سیالکوٹ میں فصل خریف کو بہت نقصان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندگان پر رحم فرمائے۔ اناج کی تکلیف ہو رہی ہے۔ گرانی بہت زیادہ ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ اسلامی ممالک کا کامل اتحاد اور اتفاق کرا دے۔ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ اسلام میں ملک اور رنگ اور قومیت کا کوئی اختلاف نہ ہونا چاہیئے۔ تمام اہل اسلام۔ رومی ہوں۔ مصری ہوں۔ ہندی ہوں۔ پاکستانی۔ افغانی چینی مغربی۔ مشرقی۔ سودانی۔ جاوائی تمام کے تمام ایک خدا ایک رسول کے ماننے والے۔ ان کوئی فرق نہیں ہے۔ انما المومنون اخوۃ۔ خدا کرے سب ملک متفق۔ یک جان ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری امداد کرے۔ آمین